# فروزاں

## حصّہ دوم

## برائے درجہ- 7

(تیار کردہ: صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT) بہار، پٹنہ)

**بہار اسٹیٹ ٹیکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ**

ڈائرکٹر ( پرائمری ایجوکیشن ) محکمہ فروغ وسائل انسانی، حکومت بہار سے منظور

- صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے۔

سب کے لئے تعلیمی مہم پروگرام ( S.S.A. 2015-16 ) کے تحت

اسکولی بچوں کے لیے درسی کتابیں برائے

**مفت تقسیم**

شائع کی گئیں۔اس کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

**S.S.A. 2015-16 : 1,48,677**

☆ شائع کردہ ☆

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔ 800001

**مطبوعہ:** سمراٹ آفسٹ، جامن گلی، سبزی باغ، پٹنہ۔ ۴ (ٹکسٹ کے لئے .H.P.C کا 70 GSM Cream Wove واٹر مارک اور سرورق کے لئے .H.P.C کا .G.S.M 130 وہائٹ واٹر مارک کاغذ استعمال میں لایا گیا) Size (24x18 cm)

# پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، III، VI اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I، III، VI اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائنگ کر کے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2012-2011 کے لئے درجہ II، IV اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 13-2012 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ II، IV اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا۔

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب جیتن رام مانجھی، وزیر تعلیم جناب برشن پٹیل اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری جناب آر۔ کے۔ مہاجن کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹیڈ طلباء سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تاکہ ریاست کا ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

دلیپ کمار I.T.S.
مینجنگ ڈائرکٹر
بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹیڈ

# اپنی بات

قومی درسیات کا خاکہ 2005 (N.C.F.-2005) کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے، بہار درسیات کا خاکہ 2008 (B.C.F.-2008) تیار کیا گیا۔ جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور بچوں کی تعلیم کے بنیادی نکتہ (''ایک ایسے نظام تعلیم کو فروغ دیا جائے جس میں بچوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہو'') کی جانب مزید پیش رفت ہو سکے۔ نیز بچوں کی پوشیدہ تخلیقی صلاحیتوں اور ان کے فروغ کے رجحان کو جلا دیا جا سکے۔ انہیں مقاصد کے حصول کے پیش نظر یہ درسی کتاب تیار کی گئی ہے، جو کئی مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے!

درسی کتاب کی تیاری میں بہار کے اہم تجزیہ کار، ایس.سی.ای.آر.ٹی، پٹنہ کے مختلف شعبوں کے ماہرین، صوبہ کے اساتذہ کرام کی آرا اور مشوروں سے استفادہ کیا گیا۔ مختلف سطحوں پر کئی ورک شاپ بھی منعقد کئے گئے۔ ورک شاپ میں این.سی.ای.آر.ٹی.نئی دہلی، وِدّیا بھون سوسائٹی (راجستھان)، ایکلویہ (بھوپال) اور ملک کے مختلف ناشرین کی اہم مطبوعات سے استفادہ کرتے ہوئے، کتاب کے مسودے کو حتمی شکل دیا گیا۔ بچوں کی زبان، ان کے ذوق، ذہنی معیار اور دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسباق کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ بچوں کے اندر زبان کی سمجھ اور پڑھنے کا شوق فطری طور پر پیدا ہو سکے۔

کتاب کے لئے تیار کئے گئے مسودہ کو صوبہ کے مختلف اضلاع کے منتخب اور مخصوص اسکولوں میں ٹرائل کے بعد موصولہ مشوروں اور درجہ III، I اور VI کی مطبوعہ کتابوں سے موصولہ مشوروں (Feed back) کی روشنی میں مزید ترمیم و اضافہ کر درسیات کے ماہرین، قلمکاروں اور اساتذہ کی نظر ثانی کے بعد حاضر خدمت کتاب اس صورت میں پیش کی جا رہی ہے۔

ہم ان تمام اساتذہ اور قلمکاروں (جن کی نگارشات اس کتاب میں شامل ہیں) کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کا تعاون اس کتاب کو دلچسپ، معلوماتی اور افادی بنانے میں شامل رہا۔ ساتھ ہی ورک شاپ میں شامل ہونے والے دیگر ان تمام اساتذہ، درسیات کے ماہرین، اور تجزیہ کاروں کا بھی ممنون و مشکور ہوں جن کی اجتماعی کاوشوں کے نتیجے میں کتاب کو یہ صورت دی جا سکی۔

کتاب کو مزید خوب سے خوب تر بنانے میں اساتذہ کرام، گارجین حضرات، ماہرین تعلیم اور قلمکاروں کے مشوروں کا ہمیں انتظار رہے گا!

**حسن وارث**

ڈائرکٹر

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت

(SCERT)

بہار، پٹنہ

# رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ،
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار،
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن، محکمہ تعلیم، حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ،
جوائنٹ ڈائرکٹر
محکمہ تعلیم، حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شوبتا شانڈلیہ،
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

☆ جناب حسن وارث،
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب مدھوسودن پاسوان،
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین،
صدر، ٹیچرس ایجوکیشن، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی،
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ، حاجی پور

درسی کتاب ڈیولپمنٹ کمیٹی:

سبجیکٹ ایکسپرٹ:

☆ ڈاکٹر قاسم خورشید۔ صدر، شعبہ لسانیات، اس۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔ پٹنہ
☆ ڈاکٹر نجمہ رحمانی۔ شعبہ اردو، دہلی یونیورسیٹی، دہلی

مرتبین:

☆ ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی، لکچرر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
☆ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم، جی ایم کالج، بتیا (مغربی چمپارن)
☆ حشمت ممتاز، استاد مڈل اسکول، بہادر گنج، کشن گنج
☆ رفیع الحق ضیاء، استاد، گرلس اردو پرائمری اسکول، دولت پور، آرہ، بھوجپور

نظر ثانی:

☆ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم، جی ایم کالج، بتیا، مغربی چمپارن
☆ جنید۔ اردو پرائمری اسکول ٹولہ پرویز خاں، نگرہ، سارن

تجزیہ کار:

☆ ڈاکٹر اسرائیل رضا، شعبہ اردو، پٹنہ یونیورسیٹی، پٹنہ ☆ فخر الدین عارفی، چھتریہ انٹر کالج، فتح پور، پٹنہ

# فہرست


| نمبر شمار | عنوانات | | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|
| 1 | خدا سے دعا | نظم | شفیع الدین نیّر | 1 |
| 2 | بہادر بچّہ | کہانی | ماخوذ | 5 |
| | ایک دوڑ ایسی بھی | (صرف پڑھنے کے لیے) | | |
| 3 | میرے بچپن کے دن | مضمون | اے۔ پی۔ جے عبدالکلام | 13 |
| 4 | سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ | نظم | احمد رضا خاں بریلوی | 20 |
| 5 | خدا بخش لائبریری | مضمون | ماخوذ | 25 |
| | ایک چھوٹا سا لڑکا | (صرف پڑھنے کے لیے) | | |
| 6 | ہمارا بہار | مضمون | ماخوذ | 34 |
| 7 | حیرت انگیز ٹوپی | کہانی (فن لینڈ) | ماخوذ | 44 |
| 8 | ہمارا وطن | نظم | چکبستؔ لکھنوی | 50 |
| 9 | حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ | مضمون | ماخوذ | 54 |
| 10 | سبق ایسا پڑھا دیا تو نے | غزل | داغؔ دہلوی | 62 |
| 11 | مجاہد آزادی شہید اشفاق اللہ خاں | مضمون | ماخوذ | 66 |
| 12 | عقل مند لڑکا | بہار کی کہانی | ماخوذ | 72 |
| | جنگلی ہاتھی | (صرف پڑھنے کے لیے) | | |

| نمبر شمار | عنوانات | | | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|---|
| 13 | گرمی کا سماں | | نظم | اسماعیل میرٹھی | 79 |
| 14 | آؤ ہم ماحول بچائیں | | مضمون | محمد اسلم پرویز | 83 |
| | ہم بادل کہلاتے ہیں | | (صرف پڑھنے کے لیے) | | |
| 15 | دو گز زمین | (ترجمہ) | کہانی | ٹالسٹائی | 91 |
| | ہماری خواہش | | (صرف پڑھنے کے لئے) | | |
| 16 | بیگم حضرت محل | | مضمون | ماخوذ | 102 |
| 17 | دادی اماں مان جاؤ | | ڈرامہ | انیس اعظمی | 108 |
| 18 | علم اور عقل | | نظم | شفیق عماد پوری | 123 |
| 19 | فضول خرچی | | کہانی | ماخوذ | 128 |
| | مکھی چوس | | (صرف پڑھنے کے لیے) | | |
| 20 | میرا بچپن | (ترجمہ) | آپ بیتی | کرشنا سوبتی | 135 |
| 21 | صبر کی اہمیت | | نظم | میر انیس | 144 |


☆

# حمد

دُنیاساری تیری ہے مولا، ساری دُنیا تیری ہے
ہوتا ہے دن رات تماشا، ساری لیلا تیری ہے

سُورج تیرا، چاند بھی تیرا، تیرے سارے تارے ہیں
بجلی چمکے بادل گرجے، سارے تیرے اشارے ہیں

سورج نکلا دن کہلایا، سورج ڈوبا، رات ہوئی
جاڑا آیا، گرمی آئی، گرمی سے برسات ہوئی

دُنیا کے یہ سارے منظر، روپ ہیں تیری قدرت کے
مٹّی، پانی، آگ ہوا، بہروپ ہیں تیری قدرت کے

مسجد تیری، گرجا تیرا، مندر اور گرودوارے بھی
تو ہے مالک، ہم سب بندے، گورے بھی اور کالے بھی

اے اللہ ہمارے دل میں بیَر نہ رہنے پائے ذرا
پریم کی ٹھنڈی اگنی، سینوں کو گرمائے سدا

ہم کو بھی توفیق عطا کر، ہم بھی کچھ خدمت کر جائیں
فرض اپنا ہم بھی پہچانیں پورا اُس کو کر کے دکھائیں

شفیع الدین نیّر

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| | | |
|---|---|---|
| لیلا | - | کھیل، تماشا |
| مولا | - | مالک |
| منظر | - | نظارہ |
| قدرت | - | طاقت، اختیار |
| بہروپ | - | کئی شکلیں، چہرے بدلنا، روپ بدلنا |
| بیر | - | دُشمنی |
| اگنی | - | آگ |
| توفیق | - | عنایت، مہربانی |
| سدا | - | ہمیشہ |

**غور کیجیے:**

یہ نظم ''حمد'' ہے۔ حمد میں خدا کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔ یہ حمد اُردو کے شاعر شفیع الدین نیّر کی ہے۔ اس میں انہوں نے خدا کی بہت ساری خوبیوں، نعمتوں اور اس کی قدرت و اختیار کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے دعا کی ہے کہ جس طرح دنیا کی ساری چیزیں، سارے مناظر اور سارے موسم خدا کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں، ہم بھی خدا کے احکام کی تعمیل کریں اور اپنا فرض ادا کریں۔ ہر شخص کو اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا چاہیے اور اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

## خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے بھریے:

۱۔ ساری دنیا کا ......... کون ہے۔ (مالک/محکوم)

۲۔ مسجد، مندر ......... اور گرجا سب تیرے ہیں۔ (گرودوارہ/منارہ)

۳۔ اے اللہ ہمارے ......... میں بیر نہ رہنے پائے۔ (گھر/دل)

۴۔ ہم کو اپنا ......... پہچاننے کی توفیق عطا کر۔ (فرض/مرض)

## لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دنیا تماشا بادل برسات سورج مسجد

## ذیل میں چند الفاظ دیے گئے ہیں ان کی جمع بنائیے:

منظر مسجد خدمت مندر فرض

## مندرجہ ذیل مصرعوں کو مکمل کیجیے:

۱۔ سورج تیرا، چاند بھی تیرا، تیرے سارے ......... ہیں

۲۔ جاڑا آیا، گرمی آئی، گرمی سے ......... ہوئی

۳۔ تو ہے مالک ہم سب ......... گورے بھی اور کالے بھی

۴۔ اے اللہ ہمارے دل میں ......... نہ رہنے پائے ذرا

۵۔ بجلی چمکے، بادل ......... سارے تیرے اشارے ہیں

## مندرجہ ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں لکھیے:

۱۔ ساری دنیا کا بنانے والا کون ہے؟

۲۔ دنیا کے سارے کرشمے کون دکھاتا ہے؟

۳۔ سورج، چاند اور تارے کس کے اشارے پر نکلتے ہیں؟

۴۔ اس شعر کا مطلب پانچ جملوں میں بتائیے۔

اے اللہ ہمارے دل میں بیر نہ رہنے پائے ذرا
پریم کی ٹھنڈی ٹھنڈی اگنی، سینوں کو گرمائے سدا

## سوچیے اور بتائیے:

۱۔ ''ہم کو بھی توفیق عطا کر، ہم بھی کچھ خدمت کر جائیں'' کا مطلب کیا ہے؟

۲۔ اس نظم میں شاعر نے اللہ کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟

۳۔ ہمیں انسان ہونے کے ناطے کون کون سے فرائض انجام دینا چاہیے۔

☆ آپ نے اپنے بزرگوں یا دوستوں سے اس قسم کے شعر یا نظم سنی ہوگی۔ ایسی ہی کوئی نظم تلاش کر کے اپنے ہم جماعتوں کو سنائیے۔

## عملی سرگرمیاں:

☆ اس نظم میں ''سدا'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی 'ہمیشہ' ہیں۔ اس سے ملتا جلتا دوسرا لفظ ''صدا'' ہے۔ اس کے معنی 'آواز' ہیں۔ ایسے ہی چند اور الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیے جو سننے اور بولنے میں ایک جیسے ہوں لیکن معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔

-☆-

# بہادُر بچّہ

سرَدی کا موسم تھا۔ تیز ہوائیں چل رہی تھیں ۔ رام نگر میں ہرطرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ستیش کُمار پھول سنگھ اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا سردی سے کانپ رہا تھا۔ اُسے نیند نہیں آرہی تھی ۔ برابر کے پلنگ پر اس کے پتا سو رہے تھے۔ اِتنے میں گھر کے باہر کسی کے چلنے کی آواز آئی ۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کچھ لوگ آپس میں باتیں کررہے ہوں ۔ ستیش چونک اٹھا۔ آخر اتنی رات گئے کون چل رہا ہے ۔ وہ چپکے سے اُٹھا اور تیزی سے اپنے گھر سے باہر نکل آیا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ سائے ایک دوسرے سے باتیں کررہے ہیں۔

''ارے بس اِس گھر سے شرؤع کردو۔ چلو..........جلدی کرو.........تم اُدھر جاؤ۔ ہاں !تم کوٹھے پر چڑھ جاؤ۔ ہاں جلدی کرو.........کوئی گڑ بڑ ہو تو گولی مار دینا۔ یہ سنتے ہی ستیش چونک اٹھا۔ فوراً گھر کے اندر گیا۔ اور اپنے پتا کو جگایا'' بابابابا! ڈاکو! چاچا مان سنگھ کے یہاں !انہوں نے ان کا گھر گھیر لیا ہے۔ وہ اکیلے ہیں، ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیۓ۔''

''ضرور ضرور'' اُس کے باپ نے کہا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اندھیرے میں گولی چلنے کی آواز آئی اور پھر ایک چیخ سنائی دی۔ ''بچاؤ! بچاؤ! ارے دوڑو یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔'' ''بابا دیکھو وہ چاچا کے گھر میں کود رہے ہیں'' ستیش بولا: ''ہمیں جلدی کرنا چاہیۓ۔'' ستیش کے پِتا نے اسے سمجھایا، ''بیٹے اکیلے نہیں پہلے سارے گاؤں کو اکٹھا کرلیں''

ستیش فوراً باہر نکل آیا۔ اس نے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا: '' کھولو....کھولو!......باہر آؤ ڈاکو

گاؤں میں آگئے ہیں۔ اُنہوں نے چاچامان سنگھ کو گھیر لیا ہے۔........... ہمیں ان سے لڑنا چاہیے۔''

دروازے کھلنے لگے، لوگ اکھٹے ہونے لگے، لیکن سوال یہ تھا کہ وہ ڈاکوؤں سے کس طرح لڑیں۔ کسی کے بھی پاس بندوق نہ تھی۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ پھر گولی چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی چیخیں بھی سنائی دیں۔

''سوچو مت ............. آؤ................. لکڑیاں، اینٹیں پتھر لے لو، اسی سے لڑائی لڑیں گے۔'' ستیش نے کہا۔ لوگ بڑھنے لگے۔ کسی کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا تو کسی کے ہاتھ میں اینٹ۔ کسی نے درانتی لے رکھی تھی۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھے، آواز آئی!

''اگر تُم میں سے کسی نے بھی حرکت کی تو سب کے سب مارے جاؤ گے۔'' درخت کے پیچھے سے کسی نے چلا کر کہا۔ ''ارے وہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔'' بھیڑ میں سے کسی نے کہا

''کسی طرح دیوار پر چڑھ جاؤ۔'' ستیش کے پتا نے اُن سے کہا۔ ''رات کا اندھیرا ہمارے لئے فائدہ مند ہے۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔''

ایک آدمی بڑبڑایا۔

بحث کے دوران ستیش چپکے سے کھسک گیا۔ اتنے میں ٹارچ کی روشنی صحن میں گھومنے لگی۔ ستیش نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو روشنی سے بچایا۔ اُس نے اِدھر اُدھر ہاتھ چلایا۔ اس کے ہاتھ میں ایک اینٹ آگئی۔ اس سے دس فٹ کے فاصلے پر ایک سایہ بندوق لئے کھڑا تھا، ایک لمحے کی دیر کئے بغیر اس نے اپنی پوری طاقت سے اس اینٹ کو بندوق والے آدمی کے سر پر دے مارا۔ اینٹ اتنی زور سے لگی کہ وہ بندوق کے ساتھ ساتھ زمین پر گر پڑا۔ ستیش فوراً کود کر اپنے پتا کے پاس پہونچا ''اینٹیں اور پتھر لے آؤ۔ اگر گاؤں کو بچانا ہے تو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہوگا'' اس کے پتا نے کہا۔ ''ان کے پاس ٹارچ اور بندوق ہیں۔ وہ روشنی میں ہمیں مار ڈالیں گے۔ ہم اندھیرے میں ہیں۔''

''آپ تیار رہیں۔ میں ابھی آیا۔'' یہ کہہ کر ستیش اندر گھس گیا۔ اس نے تھوڑی سی پھوس لی اور

اس کا ایک سخت بنڈل بنایا اور پھر اپنی جگہ واپس آ گیا۔

''چاچا کیا آپ کے پاس ماچس ہے؟''

چاچا نے اپنی جیبیں ٹٹولیں اور ماچس نکال کر ستیش کے ہاتھ پر رکھ دی۔ ستیش سوچ رہا تھا، ابھی یا کبھی نہیں۔ بس یہی وقت ہے۔ اس نے پھوس کے بنڈل میں آگ لگا دی اور اُس کو صحن میں ڈال دیا سارا صحن روشن ہو گیا۔ سائے درختوں اور کھمبوں کے پیچھے چھپنے لگے۔ یہ دیکھ کر گاؤں والوں کا حوصلہ بڑھا اور انہوں نے لاٹھی اور پتھروں سے ڈاکوؤں پر حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر میں ڈاکو اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلے۔

(ماخوذ)

## مشق

### پڑھیے اور سمجھیے

حرکت - ہلنا، ڈولنا

فاصلہ - دوری

پھوس - سوکھی ہوئی گھاس

صحن - آنگن

☆ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔
اندھیرے میں گولی چلنے کی آواز آئی۔
اس نے پوری طاقت لگا دی۔
روشنی میں وہ ہمیں مار ڈالیں گے۔

خط کشیدہ الفاظ اسم کیفیت ہیں۔ اسم کیفیت وہ ہے جس سے کوئی خاص حالت یا کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اوپر کے جملوں میں نیند، اندھیرے، طاقت اور روشنی اسم کیفیت ہیں۔ اس کے علاوہ مطالعہ، چال چلن، نرمی اور کوشش وغیرہ بھی اسم کیفیت ہیں۔ ایسے پانچ جملے بنائیے جن میں اسم کیفیت کا استعمال ہوا ہو۔

غور کرنے کی باتیں:

ہم نے یہ کہانی پڑھی۔ اس کہانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ دوسروں کو مصیبت میں دیکھ کر بھاگنا نہیں چاہئے بلکہ مل جل کر مصیبت زدہ کی ہر ممکن مدد کرنی چاہئے تاکہ ایک دوسرے کی مصیبت میں شامل ہونے کا جذبہ سب کے دل میں ہمیشہ موجود رہے۔ اس کہانی میں جس طرح گاؤں والوں نے آپسی بھائی چارے کا ثبوت دیتے ہوئے ڈاکوؤں سے مقابلہ کیا وہ اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔

نیچے واحد الفاظ دئے گئے ہیں ان کی جمع تلاش کرکے انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔ جیسے: لمحہ کی جمع لمحات ہوتی ہے۔ اس سے جملہ یوں ہوسکتا ہے۔ ''ہم فرصت کے لمحات میں مطالعہ کرتے ہیں۔'' وغیرہ:

آخر حرکت فائدہ وقت ذکر سوال ممکن

نیچے لکھے الفاظ کے مترادف (ملتے جلتے معنی والے) الفاظ لکھیے:

گھر سردی لڑائی چیخ سخت لوگ

نیچے چند الفاظ دیئے گئے ہیں جن کا املا غلط ہے۔ان الفاظ کا اِملا درست کیجیے:

فایدےمند شوروع آواض درواجا بحادر روسنی بندوک

درج ذیل جملوں کو صحیح کیجیے:

۱۔ اندھیرے میں گولی چلنے کا آواز آیا۔
۲۔ چیخ سنائی دیا ایک
۳۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھی۔
۴۔ میں اندھیرے میں ہیں۔وہ سب ڈاکو ہے۔

مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات لکھئے:

۱۔ پھول سنگھ کون تھا۔وہ کیوں کانپ رہا تھا؟
۲۔ ستیش کس کی آواز سن کر چونک پڑا؟
۳۔ کس کے گھر میں ڈاکو گھس گئے تھے؟
۴۔ گاؤں والوں کو کس نے جمع کیا؟
۵۔ ڈاکوؤں کا کیا حال ہوا؟

## سوچیے اور بتائیے:

۱۔ کیا آپ نے اخبار میں کوئی ایسی خبر پڑھی ہے جس میں کسی شخص نے اپنی بہادری سے کوئی بڑا حادثہ ہونے سے بچالیا ہو۔اس کی تفصیل بتائیے۔

۲۔ بتائیے کہ اگر آپ کے گھر یا پڑوس میں اس قسم کا حادثہ ہوجائے تو آپ کیا کریں گے؟

## خالی جگہوں کو دیئے ہوئے لفظوں سے بھریئے:

۱۔ رام نگر میں ہر طرف اندھیرا.......... ہوا تھا (چھایا / سایہ)

۲۔ پھول سنگھ اپنے بستر پر لیٹا سردی سے .......... رہا تھا (کانپ / ہانپ)

۳۔ ہم ڈاکوؤں سے لڑائی .......... (لڑیں گے / بھڑیں گے)

۴۔ ڈاکو کے سر پر اینٹ .......... گئی (ماری / پھینکی)

۵۔ آپ تیار رہیں، میں ابھی آ .......... ہوں (رہا / جا)

## عملی سرگرمی:

اپنے محلے یا علاقے میں اس قسم کا کوئی واقعہ سنا ہو تو اسے اپنی کاپی میں لکھیے۔ اور درجہ میں پیش کیجیے

-☆-

صرف پڑھنے کے لئے

# ایک دوڑ ایسی بھی

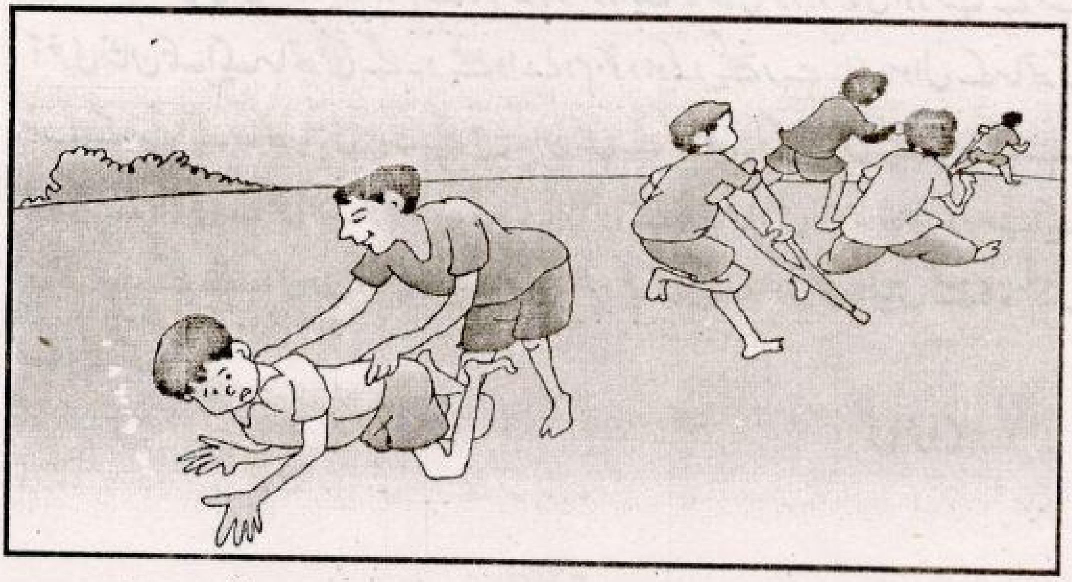

کئی سال پہلے اولمپک کھیلوں کے دوران ایک خاص دوڑ ہونے جا رہی تھی۔ سو میٹر کی اس دوڑ میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ مقابلے کے نو شرکاء، جو کسی نہ کسی طرح جسمانی طور پر معذور تھے باؤنڈری لائن پر تیار کھڑے تھے۔

سیٹی بجی سبھی دوڑ پڑے، بہت تیز تو نہیں مگر ان میں جیتنے کی ہوڑ ضرور تھی۔ سبھی بیتابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ صرف ایک چھوٹے سے لڑکے کو چھوڑ کر۔ اسی بیچ ایک چھوٹا لڑکا ٹھوکر کھا کر لڑکھڑایا، گرا اور رو پڑا۔ اس کی آواز سن کر باقی شریک کار دوڑنا چھوڑ کر دیکھنے لگے کہ کیا ہوا؟ پھر ایک ایک کر کے سب اس بچے کی مدد کے لئے اس کے پاس آنے لگے۔ سب کے سب لوٹ آئے۔ اسے دوبارہ کھڑا کیا۔ اس کے آنسو پوچھے، دھول صاف کی۔ وہ چھوٹا لڑکا ایسی بیماری میں مبتلا تھا جس میں جسمانی اعضاء کی نشو و نما کم ہو جاتی ہے اور اُن میں تال میل کی کمی ہو جاتی ہے۔ اس بیماری کو

''ڈاؤن سنڈروم'' کہتے ہیں۔لڑکے کی حالت دیکھ کر ایک بچی نے یہ کہتے ہوئے اسے گلے لگا کر چوم لیا کہ اس سے اُسے اچھا لگے گا۔

پھر تو سبھی بچوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور ایک ساتھ مل کر دوڑ لگائی اور سب کے سب آخری نشان تک ایک ساتھ پہنچ گئے۔ دیکھنے والے دم بخود ہو کر دیکھتے رہے۔اس سوال کے ساتھ کہ سب کے سب ایک ساتھ بازی جیت چکے ہیں۔ان میں سے کسی ایک کو گولڈ مڈل کیسے دیا جا سکتا ہے۔ فیصلہ کرنے والوں نے بھی سب کو گولڈ میڈل دے کر اس مسئلے کا شاندار حل ڈھونڈ نکالا۔ وہ سب ایک ساتھ جیت گئے تھے۔اس دن دوستی کا ایک انوکھا منظر دیکھ کر دیکھنے والوں کی تالیاں تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

(ماخوذ)

-☆-

# میرے بچپن کے دن

میری پیدائش تامل ناڈو کے ''رامیشورم'' قصبے میں ایک متوسط خاندان میں ہوئی تھی ۔ میرے والد زین العابدین کی باضابطہ تعلیم نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی وہ کوئی امیر شخص تھے ۔اس کے باوجود وہ عقلمند آدمی تھے اور ان میں فیاضانہ کردار اور سچے جذبے موجود تھے ۔ میری ماں '' آلسی اماں'' ان کی مثالی شریک حیات تھیں ۔ہم لوگ آبائی گھر میں رہتے تھے ۔رامیشورم کی ''مسجد والی گلی'' میں بنا یہ گھر پختہ اور بڑا تھا۔

بچپن میں میرے تین پکّے دوست تھے۔ رامانند شاستری ، اروِندن ، اور شیو پرکاش ۔ جب میں رامیشوَرم کے پرائمری اسکول کے پانچویں درجے میں تھا تب ایک نئے اُستاد ہمارے درجے میں آئے ۔ میں ٹوپی پہنا کرتا تھا جو میرے مسلمان ہونے کی نشان دہی کرتی تھی ۔ میں درجہ میں ہمیشہ آگے کی صف میں جنیو پہنے رامانند کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ نئے استاد کو ایک ہندو لڑکے کا مسلمان لڑکے کے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگا ۔انہوں نے مجھے پیچھے والی بینچ پر چلے جانے کو کہا۔ رامانند بھی مجھے پیچھے کی صف میں بیٹھائے جاتے دیکھ کر کافی

غمگین نظر آنے لگا۔ اسکول کی چھٹی ہونے پر ہم گھر گئے اور سارے واقعات اپنے گھر والوں کو بتائے۔ یہ سن کر راماننڈ کے والد لکشمن شاستری (جو رامیشورم مندر کے خاص پجاری تھے) نے استاد کو بلایا اور کہا کہ ان معصوم بچوں کے دماغ میں اس طرح کی سماجی نابرابری اور تعصب کا زہر نہیں گھولنا چاہئے۔ استاد نے اپنے برتاؤ پر نہ صرف دکھ ظاہر کیا بلکہ لکشمن شاستری کے کڑے رخ اور سیکولر جذبے میں یقین کی وجہ سے ان کے ذہن میں تبدیلی آ گئی۔

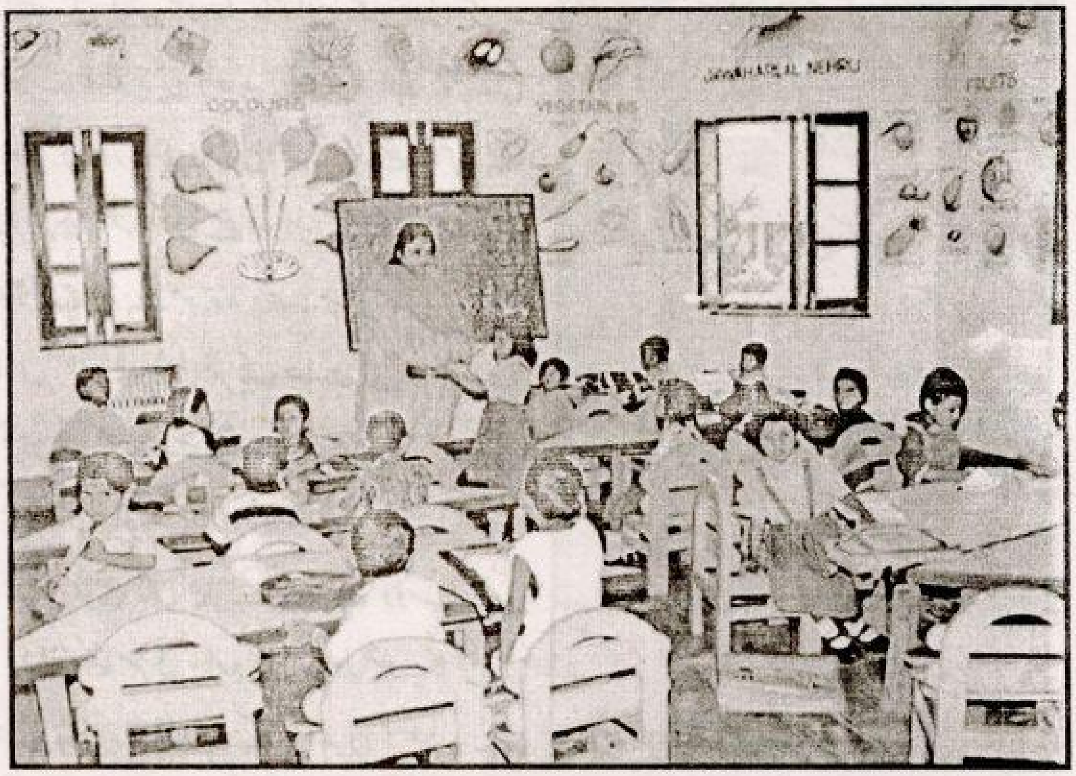


پرائمری اسکول میں میرے سائنس کے استاد شیو سبرامنیم ایک کٹر برہمن تھے لیکن وہ اب قدامت پسندی کے خلاف ہونے لگے تھے۔ وہ میرے ساتھ کافی وقت دیتے تھے، اور کہا کرتے تھے ''کلام میں تمہیں ایسا بنانا چاہتا ہوں کہ تم بڑے شہری لوگوں کے درمیان ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد کی شکل

پہچانے جاؤ۔''

ایک دن انہوں نے مجھے اپنے گھر کھانے پر بلایا ان کی اہلیہ اس بات سے بہت ہی پریشان تھیں کہ ان کے باورچی خانے میں ایک مسلمان کو دعوت پر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے باورچی خانے کے اندر مجھے کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ سبرامنیم جی نے مجھے پھر اگلے ہفتے رات کو کھانے پر آنے کو کہا۔ میری ہچکچاہٹ کو دیکھتے ہی وہ بولے، ''اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ایک بار جب تم نظام بدل ڈالنے کا فیصلہ کر لیتے ہو تو ایسی مشکلات سامنے آتی ہیں۔''

اگلے ہفتے جب میں اُن کے گھر رات کی دعوت پر آیا تو ان کی اہلیہ ہی مجھے باورچی خانے میں لے گئیں اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے کھانا پیش کیا۔ پندرہ سال کی عمر میں میرا داخلہ رامیشورم کے ضلع ہیڈ کوارٹر رام ناتھ پورم واقع ہائی اسکول میں ہوا۔ میرے ایک استاد آیا دورے سلومن بہت ہی ہمدرد اور خوش مزاج استاد تھے۔ وہ ہمیشہ طالب علموں کی ہمت افزائی کرتے تھے۔ رام ناتھ پورم میں رہتے ہوئے آیا دورے سلومن سے میرے کافی گہرے تعلقات ہو گئے۔ وہ کہا کرتے تھے۔'' زندگی میں کامیاب ہونے اور اچھے نتائج کے لئے تمہیں تین اہم طاقتوں کو سمجھنا چاہئے۔ خواہش۔ یقین اور امید۔ انہوں نے ہی مجھے سکھایا کہ میں جو کچھ بھی چاہتا ہوں پہلے اس کے لیے اعلیٰ امیدیں کرنی ہوں گی پھر بلاشبہ میں اسے پاسکوں گا۔ وہ HighRequirement thinking....... سبھی طالب علموں کو ان کے اندر پوشیدہ، قوت اور صلاحیت کا احساس کراتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے ''یقین اور مستحکم ارادہ سے تم اپنی زندگی کو بدل سکتے ہو۔'' شواٹرج ہائی اسکول میں کلاسیں احاطے میں الگ الگ گروپوں کی شکل میں لگا کرتی تھیں۔ ایک دن میرے حساب کے استاد رام کرشن ائیر کسی دوسرے درجے کو پڑھا رہے تھے انجانے میں، میں اس درجے کے بغل سے ہو کر نکل گیا فوراً ہی انہوں نے میری گردن پکڑ لی اور بھری کلاس کے سامنے بینتیں لگائیں۔ کئی مہینوں بعد جب حساب میں میرے پورے نمبر آئے تب ائیر جی نے اسکول میں صبح کی اسکول اسمبلی میں سب کے سامنے وہ واقعہ

سنایا اور کہا۔ ''میں یقین سے جس کسی کی پٹائی کرتا ہوں وہ ایک دن بڑا آدمی بنتا ہے۔ میرے الفاظ یاد رکھئے یہ طالب علم اسکول اور اپنے استادوں کی شان بڑھانے جا رہا ہے۔'' آج میں سوچتا ہوں کہ ان کے ذریعہ کی گئی یہ شاباشی کیا ایک پیشین گوئی تھی؟

اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| | | |
|---|---|---|
| متوسط | : | درمیانہ |
| شریک حیات | : | بیوی |
| آبائی | : | پشتینی، باپ دادا کے زمانے |
| صف | : | قطار، لائن |
| غمگین | : | دکھی، غم زدہ |
| تعصب | : | بے جا حمایت، طرف داری، ہٹ |
| سیکولر | : | ہر مذہب کا خیال رکھنے والا |
| قدامت پسند | : | پرانی روایت کو پسند کرنے والا |
| تعلیم یافتہ | : | پڑھا لکھا |

بلاشبہ : جس میں کوئی شک نہ ہو

مصمم ارادہ : پکا ارادہ

پیشین گوئی : آنے والے دنوں کی بات بتانا

## غور کرنے کی باتیں:

اس سبق میں آپ نے پڑھا کہ ہمارے سابق صدر جمہوریہ تامل ناڈو کے ایک معمولی گھرانے میں پیدا ہوئے اس کے باوجود اساتذہ کی تربیت اور سیکولر ماحول میں انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کی اور رفتہ رفتہ ملک کے عظیم سائنس داں بن گئے۔ اس سبق میں ان کے بچپن کے واقعات پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ابتدا سے ہی بہت محنتی تھے۔ اور ملک وقوم کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کر دکھانے کا جذبہ رکھتے تھے۔

## درج ذیل سوالوں کے جوابات ایک جملے میں دیجیے:

۱ عبدالکلام کی پیدائش کہاں ہوئی؟

۲ ان کے والد صاحب کا کیا نام تھا؟

۳ رامانند کون تھے؟

۴ عبدالکلام کا پورا نام لکھیے۔

## مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات مختصراً لکھیے:

۱ عبدالکلام کا گھرانہ کیسا تھا؟

۲ وہ جب پانچویں درجے میں تھے، اس وقت کلاس میں کیا واقعہ پیش آیا؟

۳ رامانند کے والد لکشمن شاستری نے استاد کو کیا سبق دیا؟

۴ عبدالکلام کے استاد سبرامنیم ایر اکثر کیا کہا کرتے تھے؟

۵ عبدالکلام کے استاد رام کرشن ایئر نے انہیں بینت سے کیوں پیٹا؟

نیچے لکھی عبارت میں خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پر کیجیے:

...... پیدائش ایک قصبہ میں ......۔ ...... والد کا نام زین العابدین تھا۔ بچپن میں ...... تین دوست تھے۔ پرائمری اسکول میں ...... سائنس ...... استاد ایئر صاحب ...... ایک دن اپنے گھر مجھے ...... نے کھانے کو بلایا۔ انہوں نے باورچی خانہ میں ایک مسلمان کو کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ اگلے ہفتے ان ...... اہلیہ مجھے باورچی خانے میں لے گئیں اور خود اپنے ہاتھ سے کھانا ......۔

مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کر کے لکھیے:

قصبہ تعلیم جذبہ حیات گلی گھر صف

ٹوپی یقین امید

درج ذیل الفاظ کی ضد (الٹا) لکھیے:

امیر بڑا پختہ مسلم زہر دکھ اعلیٰ کافی شہر امید

کالم 'الف' سے کالم 'ب' کو ملایئے:

| کالم 'الف' | کالم 'ب' |
|---|---|
| میری پیدائش | ٹوپی پہنا کرتا تھا |
| میرے والد کا نام | سبرامنیم ایئر تھے۔ |
| میں کلاس میں | رامیشورم قصبے میں ہوئی |
| میرے سائنس کے استاد | زین العابدین تھا |

نیچے چند جملے دیے گئے ہیں۔ان میں سے واحد اور جمع تلاش کر کے ان کی فہرست بنایئے:

''میں ساتویں جماعت میں پڑھتا ہوں۔میرے اِسکول میں دس اساتذہ ہیں۔مجھے اسکول میں اچھی باتیں سکھائی جاتی ہیں۔میں محنت سے جی نہیں چراتا ہوں۔میرے استاد نے بتایا کہ محنت اور مستحکم ارادہ سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ہمیں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنا چاہیے۔لڑائی، جھگڑے اور تعصب میں وقت ضایع نہیں کرنا چاہیے۔

عملی سرگرمیاں:

ا۔ اے پی جے عبدالکلام کے سائنسی کارناموں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ایک فہرست بنایئے۔

-☆-

# ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ　　سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبیؐ　　دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبیؐ
بزمِ آخر کا "شمع فروزاں" ہوا　　نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبیؐ
خلق سے اولیا، اولیا سے رُسل　　اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی　　اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبیؐ
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے　　ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبیؐ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں　　شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبیؐ
جس کے تلووں کا دُھووَن ہے آبِ حیات　　ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبیؐ
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل　　ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبیؐ
غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے　　بیکسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ

(مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ)

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| | | |
|---|---|---|
| اولیٰ | - | بہتر |
| اعلیٰ | - | بلند |
| بالا | - | بلند |
| والا | - | حاکم، مالک |
| عالم | - | دنیا |
| بزم | - | محفل |
| شمع | - | چراغ۔ وہ چراغ جو پرانے زمانے میں محفلوں میں روشن کیا جاتا تھا |
| فروزاں | - | روشن |
| نور | - | روشنی |
| خَلق | - | عام بندے |
| رُسُل | - | رسول کی جمع (پیغمبر) |
| لامکاں | - | زمین و آسمان سے آگے کی دنیا |
| آبِ حیات | - | وہ پانی جسے پی کر انسان ہمیشہ کی زندگی حاصل کرلے۔ |
| مسیحا | - | مددگار و معالج |
| مُژدہ | - | خوش خبری |

## غور کرنے کی باتیں:

یہ نظم ''نعت'' کہلاتی ہے۔ نعت میں خدا کے رسول ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کی جاتی ہے۔ یہ نعت اردو کے ایک بڑے شاعر مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ہے اور مشہور و مقبول ہے۔ اِس میں انھوں نے حضور اکرم ﷺ کی بہت سی خوبیوں اور صفتوں کا ذکر کیا ہے۔ ہر شخص کو اللہ کے رسول کی تعریف وتوصیف کرنی چاہیے۔

نظم میں دو مختلف الفاظ کو ملا کر ایک مرکب لفظ بنایا گیا ہے۔ جیسے شمع اور فروزاں سے مل کر ''شمعِ فروزاں'' اسی طرح مزید چند الفاظ نظم سے تلاش کیجیے اور اپنی کاپی میں لکھیے۔

## درج ذیل سوالوں کے جواب ایک ایک جملے میں دیجیے:

۱۔ ہمارے نبیؐ کا پورا نام کیا ہے؟

۲۔ ہمارے نبی کن کن لوگوں سے افضل ہیں؟

۳۔ کس کے تلووں کا دھوون آب حیات ہے؟

## درج ذیل سوال کا جواب پانچ جملوں میں لکھیے:

۱۔ اس نظم میں شاعر نے نبی کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟

## خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

۱۔ ہمارے نبی کا نام.................. ہے (محمد/موسیٰ)

۲۔ ہمارے نبی.................. سے افضل ہیں (اولیا/خلق)

۳۔ ہمارے نبی رحمت کا.................. ہیں (ندی/دریا)

درج ذیل الفاظ سے جملے مکمل کیجیے:

اعلیٰ رسول اجالا سہارا شمع دریا بالا فروزاں بزم خلق

ان لفظوں کی ضد (الٹا) لکھیے:

آخر اعلیٰ اجالا غم لامکاں

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

۱۔ دونوں عالم کا.......... ہمارا نبیؐ

۲۔ جیسے سب کا.................. ایک ہے ویسے ہی

۳۔ ان کا ان کا.................. نبی

۴۔ .................. کا سہارا ہمارا نبی

درج ذیل سوالوں کے صحیح جواب چنیے:

۱۔ کس کے آگے سبھی مشعلیں بجھ گئیں؟

(الف) ہوا (ب) دیا

(ج) شمع (د) سورج

۲۔ ہمارے نبی ﷺ کن سے افضل ہیں؟

(الف) نبیوں سے (ب) رسولوں سے

(ج) انسانوں سے (د) سب سے

۳۔ ہمارے نبی کا نام کیا ہے؟

(الف) موسیٰ (ب) عیسیٰ

(ج) محمد ﷺ (د) داؤد

۳۔ درج ذیل اشعار کے معنی تفصیل سے لکھیے۔

بزم آخر کا ''شمعِ فروزاں'' ہوا
نور اوّل کا جلوہ ہمارا نبیؐ

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

عملی سرگرمیاں:

اس نعت کو یاد کیجیے اور گھر میں دوسروں کو ترنم سے سنائیے۔

اس نعت کے علاوہ بھی بہت سی اچھی نعتیں ہیں۔ ایسی دو تین نعتیں تلاش کر کے لکھیے۔

-☆-

# خدا بخش لائبریری

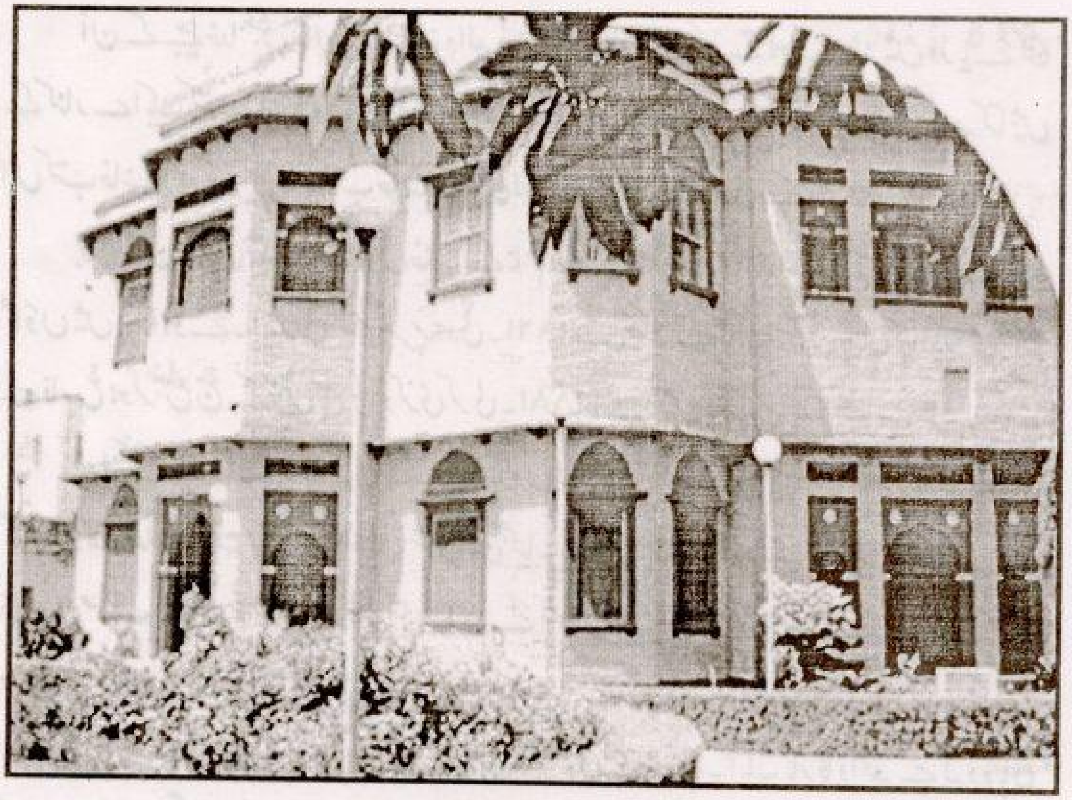

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری دنیا کی چند گنی چنی لائبریریوں میں سے ایک ہے۔ اس کی شہرت خاص طور پر نادر مخطوطات اور بیش بہا مطبوعات کے لئے ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے یہ لائبریری ایک نعمت سے کم نہیں۔ صرف ادب ہی نہیں دوسرے تمام موضوعات پر تحقیق کرنے والوں کا یہاں تانتا بندھا رہتا ہے۔

یہ لائبریری دراصل مولوی محمد بخش کے خوابوں کی سنہری تعبیر ہے۔ اُن کے ذاتی کتب خانے میں عربی و فارسی کے بہت سارے مخطوطات اور مطبوعات تھے۔ وہ انہیں عظیم آباد میں منتقل کر کے ایک ایسا کتب خانہ قائم کرنا چاہتے تھے جس میں لوگوں کے علمی ذوق کی ساری کتابیں مہیا ہوں۔ مگر انہیں اپنی زندگی میں یہ موقع نہیں ملا اور ۱۸۷۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

اُن کے بیٹے خدا بخش خان نے اپنے والد کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پٹنہ میں دریائے گنگا کے کنارے ایک کتب خانہ کی بنیا ڈالی اور والد کے جمع کیے ہوئے تمام مخطوطات اور مطبوعہ کتابیں اس کتب خانہ میں رکھ دیں۔ یہ کتب خانہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری کے نام سے مشہور ہوا۔

بوعلی خان جن کی شہرت خدا بخش خاں کے نام سے ہے ۲؍اگست ۱۸۴۲ء میں ضلع چھپرہ کے اوکھی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۸۶۱ء میں کلکتہ سے ہائی اسکول پاس کیا اور اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہو کر ضلع جج کے پیش کار کی نوکری کر لی۔ ۱۸۸۱ء میں انہیں خان بہادر کا خطاب ملا۔

خدا بخش خاں ہمیشہ لائبریری کے لیے کتابوں اور قلمی نسخوں کی فراہمی میں مشغول رہے۔ پھر کتابوں کا اکٹھا کرنا رفتہ رفتہ ان کا ذاتی شوق بن گیا۔ یہ شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا تھا اور اس کے پس پردہ صرف والد کی خواہش کی تکمیل تھی۔ اس لئے انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک سے رابطہ قائم کیا اور نایاب کتابوں کی خریداری شروع کر دی۔

خدا بخش خاں حیدر آباد ہائی کورٹ میں چیف جسٹس بھی رہے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ وہ ہائی کورٹ سے اپنے گھر واپس آ رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک دکان پر پڑی جہاں کچھ پرانی کتابیں نظر آئیں۔ انہیں ان میں کچھ کام کی کتابیں نظر آئیں۔ ان کی قیمت معلوم کی۔ دکاندار نے کہا اگر کوئی دوسرا خریدتا تو وہ ان تمام ردی کتابوں کے تین روپے مانگتا۔ مگر جب حضور لینا چاہتے ہیں تو یقیناً خاص بات ہے۔ لہٰذا ان کی قیمت بیس روپے ہوگی۔ انہوں نے قیمت ادا کر دی۔ بعد میں نظام حیدر آباد نے ان کتابوں کے لئے چار سو روپے کی پیش کش کی مگر بے کار۔ وہ تو بک چکی تھیں۔ اس

طرح ۱۸۸۸ء میں اسّی ہزار روپے کی لاگت سے یہ لائبریری تیار ہوئی۔ ساری کتابیں قرینے سے الماریوں میں سجائی گئیں۔ جب اردو فارسی، عربی اور انگریزی کی کتابیں لگ بھگ آٹھ ہزار ہوگئیں تو ۱۸۹۱ء میں اس لائبریری کے دروازے عوام کے لیے کھول دیے گئے۔ اس کا افتتاح لفٹنٹ گورنر چارلس ایلیٹ (Charles Eliot) نے کیا۔ شروع میں اس کا نام اورینٹل لائبریری تھا۔ مگر عوام کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ جس شخص نے اپنی نجی دولت بے لوث محنت اور اپنی تمام زندگی اس لائبریری کیلئے وقف کردی ہو اس کا نام بھی اس لائبریری سے وابستہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا اب اس کا نام خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری قرار پایا۔ خدا بخش خان کا انتقال ۳ر اگست ۱۹۰۸ میں ہوا۔ ان کا مزار لائبریری کے احاطہ میں ہے۔ اس لائبریری کو اس بات کا فخر ہے کہ یہاں قرآن شریف کے بہت سے نایاب نسخے ہیں. ان کے علاوہ فارسی کی مشہور کتابیں شاہنامہ، یوسف زلیخا، جہانگیر نامہ، شہنشاہ نامہ، دیوان حافظ وغیرہ ہیں۔

خدا بخش خاں نے اپنے خرچ سے دومنزلہ عمارت بنوائی۔ آج لائبریری اسی میں ہے۔ ۱۹۳۴ء میں بہار میں زلزلہ آیا۔ اوپری منزل تہس نہس ہوگئی مگر نیچے والی منزل اپنی جگہ پر رہی۔ حکومت بہار نے اوپری منزل کو توڑ کر چھتیں ٹھیک کرائیں چھ ماہ تک کام چلتا رہا۔

ساری کتابیں ''ینگ مین انسٹی ٹیوٹ'' میں منتقل کردی گئیں۔ مرمت کے بعد ساری کتابیں پھر سے اصل عمارت میں رکھ دی گئیں۔ ۱۹۳۸ء میں حکومت بہار نے ایک نئی خوبصورت عمارت تعمیر کروائی جس میں کثرت سے سنگ مرمر کا استعمال کیا گیا ہے۔ کتابیں جب اور بڑھنے لگیں تو ۱۹۴۹ء میں حکومت ہند نے اس پر دوسری منزل بنوائی مگر بڑھتی تعداد کے لیے جب یہ عمارت بھی ناکافی ہوگئی تو لائبریری کی پشت پر ۱۹۸۳ء میں ایک سہ منزلہ عمارت بنوائی گئی لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ یہ جگہ بھی ناکافی ہوگی۔ اور اسے کم سے کم ابھی پانچ یا چھ منزلہ ایک اور عمارت کی ضرورت ہوگی۔

اس لائبریری کا انتظام مرکزی حکومت کے ذریعہ نامزد ڈائرکٹر کے ذریعہ ہوتا ہے۔ خدا بخش

خاں کے خاندان کا ایک فرد بھی نگراں کے طور پر نامزد ہوتا ہے۔ ویسے لائبریری میں ان کے خاندان کا کوئی فرد نہیں آتا۔ صرف سالانہ تقریب میں شرکت کے لیے خدا بخش خاں کے پوتے جناب شرف الدین خاں کلکتہ سے تشریف لاتے ہیں۔ سالانہ تقریب کی تاریخ ۲ / اگست ہے۔ اس لائبریری کی کتابیں اور مخطوطات انٹرنیٹ سے بھی منسلک ہیں اس لیے کوئی بھی فرد کہیں سے بھی ان کتابوں اور مخطوطات کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

سر دست اس لائبریری کی مرمت جاری ہے۔ اس میں ایک بڑا سا "ریڈنگ روم" ہے جو ایر کنڈیشنڈ ہے۔ روشنی ہر وقت رہے اس کے لیے ایک بڑا سا جنریٹر بھی لگایا گیا ہے۔ جگہ جگہ صاف پانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ لکچر ہال میں نیا کارپیٹ بچھایا گیا ہے۔

اس لائبریری میں باہر سے آنے والوں کے لئے ٹھہرنے کا معقول انتظام ہے۔ عمارت کے قریب ہی ایک کینٹین بھی ہے۔ اس لائبریری میں دور دراز کے ملکوں سے بھی لوگ مخطوطات دیکھنے اور اس کی نقل لینے آتے ہیں۔ خدا بخش خاں کے اس انمول عطیہ اور قومی ورثے کو محفوظ رکھنا ہم سبھی ہندستانیوں کا فرض ہے۔

-☆- (ماخوذ)

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| | | |
|---|---|---|
| شہرت | : | نام، مقبولیت |
| تحقیق | : | کسی چیز کی چھان پھٹک کرنا |
| موضوع | : | سبجکٹ |
| منتقل کرنا | : | ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا۔ |

| | | |
|---|---|---|
| مخطوطہ | : | ہاتھ سے لکھی ہوئی پرانی کتابیں وغیرہ۔ |
| مطبوعہ | : | چھپی ہوئی |
| ابتدائی | : | شروع کی |
| تکمیل | : | پورا کرنا |
| بیشتر | : | زیادہ تر |
| قرینے سے | : | قاعدے سے، سجا کر |
| انتقال | : | موت |
| احاطہ | : | باؤنڈری |
| تہس نہس | : | برباد، تباہ |
| پُشت | : | پیٹھ، پیچھے |
| نایاب | : | بہت نادر، کہیں نہیں ملنے والا |
| سردست | : | فی الحال، ان دنوں |
| انمول | : | جس کی کوئی قیمت نہ دی جا سکے۔ بیش قیمت |
| محفوظ | : | حفاظت میں |
| فرد | : | آدمی، شخص |

## غور کرنے کی باتیں:

آپ نے خدا بخش لائبریری کے بارے میں پڑھا۔ یہ لائبریری پہلے چھپرہ میں تھی لیکن بعد میں پٹنہ منتقل ہوئی۔ اس لائبریری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں بہت بڑی تعداد میں قدیم مخطوطات اور نسخے موجود ہیں۔ کچھ قلمی کتابیں ایسی بھی ہیں جو کہیں اور نہیں ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ دنیا بھر سے لوگ یہاں آتے ہیں اور اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔

## صحیح جملوں پر صحیح (✓) اور غلط جملوں پر غلط (✗) کا نشان لگایئے:

☆ خدا بخش خاں ۳/اگست ۱۸۴۲ء میں چھپرہ کے ایک گاؤں اوکھی میں پیدا ہوئے

☆ خدا بخش لائبریری جمنا کے کنارے اشوک راج پتھ پر واقع ہے۔

☆ خدا بخش لائبریری مخطوطات اور قلمی نسخوں کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

☆ خدا بخش خاں الہ آباد میں منصف کے عہدے پر فائز تھے۔

☆ یہ لائبریری صوبائی حکومت کے تحت کام کرتی ہے۔

## نیچے لکھے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے ایک مختصر اقتباس لکھیے:

بہت شہرت مشہور عمارت پٹنہ

## مندرجہ ذیل الفاظ سے جملے بنایئے:

مخطوطہ کتاب علم نایاب منصف پُشت تقریب

☆ پچھلی جماعت میں آپ اسم عام اور اسم خاص کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ نیچے چند الفاظ دئے گئے ہیں ان میں اسم عام اور اسم خاص کی نشاندہی کیجیے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| کتب خانہ | ............ | جمنا | ............ |
| خدا بخش لائبریری | ............ | ندی | ............ |
| مخطوطہ | ............ | جمنا ندی | ............ |
| دیوان غالب | ............ | | |

کالم 'الف' سے کالم 'ب' کو ملایئے:

| الف | ب |
|---|---|
| خدا بخش لائبریری پٹنہ میں | عوام کے لئے کھول دی گئی |
| خدا بخش خاں چھپرہ میں | زلزلہ آیا تھا |
| ۱۸۹۱ء میں یہ لائبریری | واقع ہے۔ |
| ۱۹۳۴ء میں بہار میں بھیانک | پیدا ہوئے تھے |

سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ خدا بخش خاں کو خان بہادر کا خطاب کب ملا؟

۲۔ خدا بخش لائبریری میں کس طرح کی کتابیں ہیں؟

۳۔ خدا بخش خاں کا انتقال کب ہوا؟

۴۔ یہاں کون کون سی مشہور کتابیں ہیں؟

۵۔ خدا بخش خان کا مزار کہاں ہے؟

قواعد:

☆ آپ پچھلی جماعتوں میں اسم معرفہ (خاص) اور اسم نکرہ (عام) سیکھ چکے ہیں۔ اس سبق میں بھی چند اسم عام اور خاص استعمال ہوئے ہیں۔ سبق سے انہیں تلاش کر کے ان کی ایک فہرست بنایئے اور ان کو اپنی کاپی میں لکھیے۔

عملی سرگرمیاں:

☆ گرمی کی چھٹیوں میں خدا بخش لائبریری کو جا کر دیکھیے۔ اور معلوم کیجیے کہ یہ لائبریری اپنی کن کن خوبیوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اپنے تجربے کو اقتباس کی شکل میں تحریر کیجیے۔

-☆-

صرف پڑھنے کے لئے

# ایک چھوٹا سا لڑکا

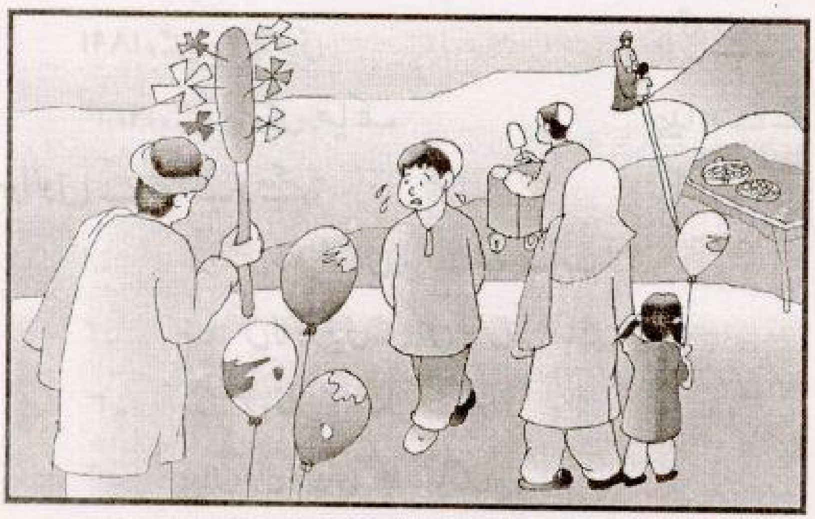

ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں جن دنوں
ایک میلے میں پہنچا ہمکتا ہوا

جی مچلتا تھا اک ایک شے پر مگر
جیب خالی تھی کچھ مول لے نہ سکا

لوٹ آیا لئے حسرتیں سینکڑوں
ایک چھوٹا سا لڑکا تھا میں جن دنوں

خیر محرومیوں کے وہ دن تو گئے
آج میلا لگا ہے اسی شان سے

آج چاہوں تو اک اک دکاں مول لوں
آج چاہوں تو سارا جہاں مول لوں
نارسائی کا اب جی میں دھڑکا کہاں
پر وہ چھوٹا سا الہڑ سا لڑکا کہاں؟

ابن انشاء

-☆-

# ہمارا بہار

بچو! آج ہم صوبہ بہار کے شہروں کی سیر کرتے ہیں۔ان شہروں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔کچھ پرانے زمانے کے ہیں اور کچھ نئے زمانے میں بسائے گئے ہیں۔ ہمارا بہار ہندستان کا ایک بہت ہی قدیم تاریخی صوبہ ہے۔ جہاں بہت ساری تاریخی جگہیں ہیں انہیں دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔شاید تم نے بھی دیکھا ہو! لیکن چلو! آج ایک بار پھر دیکھو ہمارے ساتھ۔ہم تمہیں نہ صرف مشہور شہروں اور تاریخی جگہوں پر لے چلیں گے بلکہ ان کے بارے میں ضروری باتیں بھی بتائیں گے۔

لوسنو! ہمارے صوبہ بہار کا ایک حصہ ہمالیہ پہاڑ کی ترائی سے ملتا ہے جسے شمالی یعنی اُتری بہار کہا جاتا ہے۔اسی ترائی میں نیپال نام کا ایک دیش ہے جس کی چھوٹی سی ریاست میں راجہ شدودھن کے گھر سدھارتھ پیدا ہوئے جو بعد میں گوتم بدھ کہلائے۔ دوسرے حصے کو جنوبی یعنی دکھنی بہار کہا جاتا ہے۔ دونوں یعنی اتری اور دکھنی بہار کے بیچ ہزاروں سال قبل سے گنگا ندی بہتی چلی آرہی ہے۔اس صوبے میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں اور کئی رنگ کے لوگ ملتے اور بستے ہیں۔لیکن سب مل جُل کر صوبہ بہار کی ترقی میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بہار کے مشہور مقامات میں گیا، نوادہ، مظفر پور، دربھنگہ، سیتامڑھی، بتیا، راجگیر، بہار شریف، اورنگ آباد، نالندہ، پٹنہ، آرہ، سہسرام وغیرہ ہیں۔آج سے ہزاروں سال قبل یہ مگدھ کہلاتا تھا اور اپنی شہنشاہیت، دست کاری، تجارت، علم وہنر اور گیان کے لئے ساری دنیا میں مشہور تھا۔

**پٹنہ:** تو چلو! ہم اپنی سیر کا آغاز مگدھ کی قدیم راجدھانی پاٹلی پترا یعنی پٹنہ سے کرتے ہیں۔ اس شہر کا قدیم نام ''کسم پورا یا پشپ پورا'' ہے۔مطلب ہے پھولوں کا شہر۔کہتے ہیں کسی زمانے میں

ایک راجہ تھا جس کا نام پترا کا تھا۔ اسی نے اپنی رانی ''پٹالی کے لئے جادوئی طریقے سے اس شہر کو بسایا تھا۔ اس لئے اس شہر کا نام پاٹلی پترا پڑا۔ گنگا ندی کے کنارے پورب سے پچھم میں بسا ہوا یہ شہر بے حد لمبا ہے۔ حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس پہلے راجہ ''آجات شترو'' نے مگدھ راج کی راجدھانی بنایا تھا۔ اس کے بعد چندر گپت موریہ اور سمراٹ اشوک کے زمانے تک یہ شہر برابر ترقی کرتا رہا۔ ''اگم کنواں'' علاقہ جانے والی سڑک پر کمہرار نامی جگہ میں کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ عظیم شہر پاٹلی پترا اسی اطراف میں تھا۔ کھدائی میں چندر گپت کے دربار ہال اور دوسری عمارتوں کے آثار ملے ہیں۔ مغلوں کے زمانے میں شہنشاہ اورنگ زیب کے پوتے عظیم الشان کے نام پر اس شہر کا نام عظیم آباد پڑا۔ شہر کا پوربی حصہ آج بھی اسی نام سے جانا جاتا ہے۔ اس حصہ میں سکھوں کا گرودوارہ تخت ہر مندر صاحب بھی ہے۔ سکھوں کے دسویں گرو گرو گووند سنگھ جی اسی شہر عظیم آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ پورب کی طرف شہر کے آخری حصہ میں ہندستان کے نامور حکمراں شیر شاہ سوری کے بنوائے ہوئے قلعہ کا کچھ حصہ گنگا ندی کے کنارے موجود ہے اور اب جالان کا میوزیم کہلاتا ہے۔ قریب ہی ایک بڑی شاہی مسجد ہے جو مدرسہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ شیر شاہ کے دور حکومت میں وہاں ایک عظیم الشان مدرسہ طلبا کی رہائش گاہ کے ساتھ تھا۔ جہاں دور دراز کے ہزاروں طلبا حصول علم کے لیے آیا کرتے تھے۔

پٹنہ (عظیم آباد) کے محلّہ لودی کٹرہ میں عظیم شاعر حضرت راسخ عظیم آبادی کا مزار ہے۔ محلّہ حاجی گنج واقع لنگر ٹولی گلی پٹنہ سیٹی (عظیم آباد) میں ہندو پاک کے نامی گرامی شاعر اور ادیب حضرت شاد عظیم آبادی سپرد خاک ہیں۔ جہاں ہر سال جنوری میں شعر و ادب کی محفلیں جمتی ہیں۔ ایک تاریخی اور قدیم مسجد محلّہ سلطان گنج کے نزدیک ہے جو پتھر کی مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد شہنشاہ جہانگیر کے بیٹے شہزادہ پرویز کی بنوائی ہوئی ہے جو بہار کا گورنر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ قدیم مندر پٹن دیوی جو محلّہ گلزار باغ میں واقع ہے اسی کے نام پر اس شہر کا نام پٹنہ پڑا۔ انگریزوں نے اپنے راج میں شہر کے

مغربی حصے میں سکریٹریٹ، اسمبلی، کونسل ہال، گورنر ہاؤس، ہائی کورٹ، جنرل پوسٹ آفس، ریلوے اسٹیشن اور سرکاری رہائشی بنگلے کو مزید وسعت دی۔

اردو، عربی، فارسی اور مخطوطات و نایاب کتابوں کا ایک عظیم الشان علمی مرکز خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری ہے۔ جو قلب شہر میڈیکل کالج اور پٹنہ یونیورسٹی کے نزدیک واقع ہے۔ صرف ہندستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے سے لوگ اس لائبریری میں آتے ہیں۔ اور مرحوم خدابخش خاں کے اس عظیم اور بے نظیر علمی خزانے سے فائدے اٹھاتے ہیں۔

قدیم پٹنہ کے بدھ مارگ پر ایک عجائب گھر (میوزیم) بھی ہے۔ جہاں قدیم یادگاریں محفوظ ہیں۔ اسی کے پاس نوزبانوں کی درسی کتابوں کے چھاپنے کا سرکاری ادارہ بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن بھی ہے۔ گنگا ندی کے کنارے لڑکیوں کے سرکاری ہائی اسکول کے سامنے گول گھر ہے جسے اناج رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ سکریٹریٹ کے سامنے ان سات شہیدوں کی یادگاریں بنائی گئی ہیں جو ۱۹۴۲ء کی تحریک آزادی میں سکریٹریٹ کے ٹاور پر ترنگا لہرانے کے جرم میں انگریزوں کی گولیوں کا نشانہ بنے تھے۔ اسے شہید اسمارک کہا جاتا ہے۔

**بہار شریف:** یہ شہر پٹنہ سے ۷۰ کیلومیٹر کی دوری پر جنوب کی جانب واقع ہے۔ ۱۴ ویں صدی سے ۱۶ ویں صدی تک یہ صوبہ بہار کا دارالسلطنت تھا۔ یہاں مشہور صوفی بزرگ حضرت مخدوم شرف الدین یحیٰی منیریؒ کا مزار ہے۔ یہ بزرگ فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں بہار شریف آئے تھے۔ بہار شریف کی پہاڑی پر ایک بزرگ حضرت ملک بیا کا بھی مزار ہے۔ یہ بختیار خلجی کے ساتھ آئے تھے۔

**چمپارن:** (بتیا) چمپارن بہار کا ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ اسے مہرشی بالمیکی کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ ملک کی آزادی کی لڑائی مہاتما گاندھی نے چمپارن سے ہی شروع کی تھی۔ آگے چل کر یہی تحریک پورے دیس میں چلی۔ یہاں بھیتروا آشرم، بتیا، موتیہاری، اور بالمیکی نگر جیسے مقامات اپنی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہاں کی پرانی عمارات میں نندن گڑھ، چانکی گڑھ اور اشوک کالاٹ مشہور

ہے۔ بتیا کا مینا بازار شمالی بہار کا سب سے بڑا بازار ہے۔ اس میں ضرورت کی تمام چیزیں ایک ہی جگہ بہ آسانی دستیاب ہو جاتی ہیں۔ یہ بتیا راج کے مہاراجہ کا بنوایا ہوا ہے۔

**پاوا پوری:** یہ جگہ بہار شریف اور نوادہ کے درمیان ہے۔ یہاں کمل کے پھولوں سے بھرا ہوا تالاب ہے۔ تیرتھنکر مہاویر نے اسی جگہ نروان حاصل کیا تھا۔ اس لئے جین دھرم والوں کے لیے یہ جگہ بہت مقدس ہے۔

**نالندہ:** بہار شریف اور راجگیر کے درمیان ایک قدیم تاریخی جگہ ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی جس کی بنیاد پانچویں صدی عیسوی میں رکھی گئی اور جو بارہویں صدی عیسوی تک قائم رہی۔ یہاں چین، جاپان، برما، شیام (لنکا) اور دیگر دور دراز ملکوں سے طالب علم آیا کرتے تھے۔ مشہور چینی سیاح ہیون سانگ نے یہاں تعلیم حاصل کی تھی اور استاد کی حیثیت سے بھی رہا۔ کہتے ہیں کہ اس یونیورسٹی میں دس ہزار طلبا اور دو ہزار اساتذہ ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ کھدائی میں اشوک، کمار گپت اور ہرش وردھن کے زمانہ کی بہت ساری چیزیں نکلی ہیں جو یہاں کے میوزیم میں موجود ہیں۔

**راجگیر:** مہابھارت کے زمانے کا یہ شہر نالندہ سے سترہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ قدیم نام راج گرہ ہے۔ یہ چھوٹا سا شہر تین اطراف سے ہری بھری پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس شہر کی اہمیت تاریخی بھی ہے اور مذہبی بھی۔ جین اور بدھ مذہب کی بنیاد اسی شہر میں پڑی۔ ایک اونچی پہاڑی جس کا نام گدھرکٹ ہے بودھ دھرم والوں کیلئے بہت مقدس ہے۔ اس کی چوٹی پر سدھارتھ بہت دنوں تک گیان دھیان میں بیٹھے رہے۔ حکومت جاپان کی طرف سے اس پہاڑی پر جانے کے لیے ایریل روپ وے (Airial Rope way) بنایا گیا ہے جس سے زائرین کو چوٹی تک پہنچنے میں سہولت ہوگئی ہے۔ مہاویر نے اپنی زندگی کے چودہ سال نالندہ اور راجگیر میں گزارے تھے۔ مخدوم کنڈ پہاڑی کی چوٹی پر انہوں نے اپنا اپدیش دیا۔ سورن بھنڈار کے بارے میں مشہور ہے کہ

یہاں راجہ بمبسار کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ بھنڈار صرف ایک بڑی چٹان کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ قریب ہی وہ تاریخی جگہ ہے جہاں بھیم اور جراسندھ میں ۱۷ر دنوں تک لڑائی ہوئی تھی۔ یہ جگہ جراسندھ کا اکھاڑا کہلاتی ہے۔ مہابھارت کے زمانے میں موریہ اور گپت عہد کے بہت سارے آثار اس شہر میں موجود ہیں۔ راجگیر اپنے گرم پانی کے لئے مخدوم کنڈ کافی مشہور ہے۔

**کنڈل پور:** ایک گاؤں ہے جو راجگیر سے اٹھارہ کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کمل کے پھولوں کے دو تالاب ہیں جین دھرم کے دیگامبر فرقے کا کہنا ہے کہ مہابیر یہیں پیدا ہوئے تھے۔

**نوادہ:** یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہیں سے ککولت پہاڑیوں کو راستہ جاتا ہے۔ ککولت اپنے خوبصورت نظاروں اور آبشاروں کے لیے مشہور ہے۔ یہ ایک طرح سے تفریحی مقام ہے۔

**گیا:** مذہبی اور تاریخی حیثیت سے یہ شہر مشہور ہے۔ نوادہ سے اس کا فاصلہ ۳۶ کیلو میٹر ہے۔ یہ شہر پھلگو ندی کے کنارے آباد ہے۔ یہاں وشنو کا ایک قدیم مندر ہے۔ آسن کے مہینے میں ہندو یہاں اپنے باپ دادا کی آتما کی شانتی کے لیے پنڈ دان کرتے ہیں۔ اس شہر کے اطراف میں کئی پہاڑیاں ہیں جن کی الگ الگ مذہبی حیثیت ہے۔ ۳۲ کیلو میٹر کے فاصلے پر جنوب کی طرف ناگ ارجن کی پہاڑیاں ہیں جن کا سلسلہ راجگیر تک چلا گیا ہے۔ ان پہاڑیوں میں اشوک کے وقت کی گپھائیں ہیں جو پتھروں کو کاٹ کر اندر ہی اندر بڑی صفائی اور مہارت سے بنائی گئی ہیں۔

**بودھ گیا:** یہ مقام گیا شہر سے ۱۲ کیلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ راجکمار سدھارتھ کو یہیں ایک پیپل کے درخت کے نیچے گیان ملا تھا اور وہ گوتم بودھ کہلانے لگے۔ اس مقام پر گوتم بدھ نے اپنے بھکتوں کے ساتھ ایک عرصہ گزارا تھا۔ اس لئے یہاں کا چپہ چپہ بودھ دھرم والوں کے لیے محترم ہے۔ یہاں اشوک کا بنوایا ہوا ایک قدیم مندر ہے۔ اس کے اردگرد چین، تبت، جاپان، برما، تھائی لینڈ اور لنکا کی حکومتوں کے بنوائے ہوئے خوبصورت مندر ہیں۔

**سہسرام:** گیا سے مغرب کی سمت تقریباً ۱۲۰ کیلو میٹر کی دوری پر تاریخی شہر سہسرام ہے۔

فرید خان اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ جنہوں نے شیر شاہ کے نام سے ہندستان پر پانچ سال تک حکومت کی تھی۔ ان کی بنوائی ہوئی مشہور سڑک بنگال سے پیشاور تک چلی گئی ہے جو تجارتی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس سڑک کا نام گرینڈ ٹرینک روڈ ہے۔ شیر شاہ کا مقبرہ اسی شہر میں ایک بڑے تالاب کے بیچ میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ لال پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ اور پٹھان طرز تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔ شیر شاہ کے والد حسن خان سوری کا مقبرہ بھی اسی شہر میں ہے۔ صفدر جنگ کے قلعے کے کچھ حصے باقی بچے ہیں جہاں اب سبزی منڈی ہے۔ شہر سے کچھ دوری پر کیمور کی پہاڑیوں کا سلسلہ ہے۔

**رُہتاس**: یہ تاریخی مقام سہسرام سے تقریباً ۴۰ کیلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں یہ بستی آباد ہوئی تھی اس لئے اس کا نام اکبر پور بھی ہے۔ بستی کے ایک طرف سون ندی ہے اور ایک طرف کیمور کی پہاڑیاں ہیں۔ ان کا سلسلہ پھیلتا ہوا کوہ بندھیاچل سے مل جاتا ہے۔ اس پہاڑ کی بلندی پر راجہ مان سنگھ کا بنوایا ہوا قلعہ ابھی تک اچھی حالت میں موجود ہے۔ پہاڑ کا اوپری حصہ بالکل (چورس) مسطح ہے۔ اس لئے آبادی خاصی ہے، کئی مقبرے ہیں۔ کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے۔ برسات کے دنوں میں میلہ لگتا ہے اور خوب تفریح ہوتی ہے۔

آرہ: یہ شہر پٹنہ سے مغرب کی طرف ۵۰ کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔ آرہ ایک قدیم شہر ہے اس کی شہرت بابو کنور سنگھ کی وجہ سے ہے۔ وہ قریب کے گاؤں جگدیش پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انہوں نے انگریزوں سے زبردست لوہا لیا تھا۔

**منیر شریف**: آرہ سے جب ہم سڑک کے راستے پٹنہ کی طرف آتے ہیں تو ایک قدیم تاریخی شہر منیر شریف ملتا ہے جو اب ایک قصبہ رہ گیا ہے۔ بختیار خلجی نے چھٹی صدی عیسوی میں اس شہر پر قبضہ کیا تھا۔ اس قصبہ میں حضرت مخدوم دولت ؒ کا مقبرہ ہے جو فن تعمیر کے لحاظ سے دیکھنے کے قابل ہے۔

**ویشالی**: پٹنہ سے قریب گنگا کے پار ایک چھوٹا سا شہر ہے حاجی پور، یہاں سے ۳۵ رکیلومیٹر دور کھدائی میں ایک قدیم شہر ویشالی کے آثار ملے ہیں۔ رامائن میں جس راجہ وشال کی کہانی بیان کی گئی

ہے۔انہیں کے نام پر یہ شہر آباد ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح سے چھ سو برس قبل یہاں دنیا کی پہلی جمہوری حکومت قائم ہوئی تھی۔۵۷۰ قبل مسیح وردھمان مہاویرا اسی شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ گوتم بدھ بھی اس شہر میں کئی بار آئے تھے اوران کا آخری وعظ بھی ویشالی کے قریب کولھونامی مقام پر ہوا تھا لہٰذا جین اور بودھ دونوں مذہب والوں کے لیے یہ شہر قابل احترام ہے۔کھدائی میں مہاتما بدھ کی بہت ساری مورتیاں ملی ہیں۔راجہ وشال کے قلعے کا ایک حصہ بھی ملا ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ یہ اسمبلی ہال تھا جس میں سات ہزار لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔

**مظفر پور**: شمالی بہار کا ایک بڑا تجارتی شہر ہے۔نوابین اودھ کے وقت میں یہ علاقہ ترہت کے ایک جاگیر دار مظفر جنگ کے ماتحت تھا۔ان ہی کے نام پر یہ شہر آباد ہوا۔اس سے مغرب کی جانب چمپارن کا ایک بڑا علاقہ ہے جو کبھی نیل کی کھیتی کے لیے مشہور تھا۔اور جہاں سے مہاتما گاندھی نے تحریک شروع کی تھی۔

**سیتا مڑھی**: یہ ایک تجارتی شہر ہے۔ نیپال کی سرحد یہاں سے قریب ہے۔اسی شہر کی زمین سے سیتا جی نکلی تھیں جو جنک پور کے راجہ کی بیٹی کہلائیں۔ایودھیا کے راجہ دشرتھ کے بڑے بیٹے رام چندر جی کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی۔

جنوب مشرق میں بھاگل پور، صاحب گنج اور راج محل نام کے قابل ذکر شہر ہیں۔ بھاگل پور اپنی ریشم کی صنعت کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ یہاں کی انٹی کی چادریں بھی بہت مشہور ہیں۔ راج محل کے قریب قدیم زمانے کے وکرم شیلا کے آثار ملے ہیں۔

بچو!تم نے صوبہ بہار کی تقریباً سیر کرلی اب بتاؤ تمہیں یہ سیر کیسی لگی؟ تم نے اپنے بزرگوں کے کارنامے دیکھے ان کا وقت گزر چکا اب تمہارا وقت ہے۔تم ان سے بھی بڑھ کر اپنے کارنامے دکھاؤ اور اپنے ملک کی شان بڑھاؤ۔

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| | | |
|---|---|---|
| ترائی | - | نشیبی علاقہ ( پہاڑ کے نیچے کا علاقہ ) |
| دست کاری | - | ہاتھ سے کیے جانے والے کام |
| قبل | - | پہلے |
| قدیم | - | بہت پرانا |
| حکمراں | - | راجا، بادشاہ |
| رہائش گاہ | - | رہنے کی جگہ، گھر |
| جنوب | - | دکھن |
| دارالسلطنت | - | راجدھانی |
| صوفی | - | بزرگ، اللہ والے |
| دیگر | - | دوسرا |
| زائرین | - | مذہبی مقامات کی زیارت کرنے والے |
| عہد | - | زمانہ |
| فرقہ | - | گروہ |
| آبشار | - | جھرنا |
| مقام | - | جگہ |
| مقبرہ | - | وہ عمارت جس میں کسی کی قبر موجود ہو |
| آثار | - | بچے ہوئے نشانات |

مشرق - پورب

ق م۔قبل مسیح - عیسیٰ مسیح کی پیدائش سے پہلے کا زمانہ قبل مسیح (ق م) کہلاتا ہے۔

## غور کرنے کی باتیں:

آپ نے اس سبق میں پڑھا کہ صوبہ بہار کی اپنی خاص اہمیت ہے۔ یہ ہمارے ملک کا ایک بہت قدیم صوبہ ہے۔ یہاں کے تاریخی مقامات دیکھنے کے لیے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کی سیر کے لیے یہاں کی عمارات ،قدرتی مناظر اور یہاں کے پرانے شہر بہت کشش رکھتے ہیں۔

## صحیح جملوں پر (✓) اور غلط جملوں پر غلط (×) کا نشان لگائیے:

۱۔ بہار ہندستان کا بہت پرانا صوبہ ہے۔

۲۔ صوبہ بہار کا ایک حصہ اراولی پہاڑ کی ترائی سے ملتا ہے

۳۔ نیپال نام کا ایک شہر ہے۔

۴۔ یہاں جمنا ندی بہتی ہے۔

۵۔ پٹنہ، راجگیر ، بہار شریف ، نالندہ اور بتیا بہار کے تاریخی شہر ہیں۔

## ذیل کے لفظوں سے جملے بنائیے:

قدیم گنگا مسجد جنوب مزار گول گھر سیاح نامی

## مترادف الفاظ لکھیے:

دنیا مشہور ترقی عظیم لڑائی آبشار ہمیشہ

مذکر اور مؤنث الفاظ کو الگ کیجیے:

علم دنیا جگہ مقام صوبہ سڑک آزادی زمانہ

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

۱۔ سدھارتھ کہاں پیدا ہوئے تھے؟

۲۔ گنگا ندی کہاں بہتی ہے؟

۳۔ پٹنہ کا قدیم نام کیا تھا؟

۴۔ حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کا مزار کہاں ہے؟

۵۔ کیمور کی پہاڑیاں کہاں ہیں؟

آپ پچھلی جماعت میں ضمائر کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ نیچے دی گئی عبارت سے ضمیر غائب، ضمیر حاضر، ضمیر متکلم تلاش کر کے ان کی فہرست اپنی کاپی میں لکھیے۔

ہمارا بہار ہندستان کے چند ایسے صوبوں میں شمار ہوتا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ پٹنہ میں شہزادہ پرویز کی بنوائی ہوئی قدیم تاریخی مسجد ہے۔ شہزادہ پرویز جہانگیر کا بیٹا تھا۔ وہ بہار کا گورنر تھا۔ اگر تم نے پٹنہ دیکھا ہے تو یہ مسجد ضرور دیکھی ہوگی۔ ہمیں اپنے صوبے بہار پر فخر ہے۔

## خود کرنے کے لیے

☆ صوبہ بہار کے تاریخی مقامات کی تصویریں جمع کیجیے۔ بہار کا نقشہ حاصل کر کے ان میں دیکھیے کہ نالندہ، راجگیر اور چمپارن کہاں ہیں۔

☆ آپ نے بہار کے کون کون سے تاریخی مقامات کی سیر کی ہے؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

-☆-

(فن لینڈ کی کہانی)

# حیرت انگیز ٹوپی

پیکا اپنے باپ کے ساتھ فن لینڈ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتا تھا۔ ان کی جھونپڑی میں دو گائیں تھیں۔ اوران کے پاس تھوڑی سی زمین بھی تھی۔ ایک سال فصل خراب ہوگئی۔ ان کے ساتھ گائیں بھی بھوکوں مرنے لگیں تو انہوں نے سوچا ایک گائے بیچ کر دوسری گائے کے چارے کا انتظام کر دیا جائے۔

پیکا اس کے بعد اپنی بوڑھی گائے کو لے کر منڈی چلا۔ منڈی کے نزدیک اُسے دو شریر لڑکے ملے جنہوں نے اُسے سیدھا سادہ سمجھ کر اُس کی گائے حاصل کرنے کی کوشش کی اور چلائے ''اے! تم یہ مریل بکری کہاں لے جا رہے ہو؟ اے! تم اس بکری کے کیا دام لوگے؟''

پیکا نے لاکھ کہا ''ارے بھائی یہ بکری نہیں گائے ہے'' مگر ہر بار انہوں نے جواب دیا ''ہر ایک تو اسے بکری کہہ رہا ہے ہم کیسے پھر اسے گائے مان لیں۔'' پیکا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر کار شریر لڑکے اسے بکری کی قیمت دے کر گائے لے کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد پیکا نے سوچا ''اچھا یہ مجھے بیوقوف بنا کر بکری کے بھاؤ گائے لے گئے تاکہ منڈی میں اسے بیچ کر زیادہ روپے کمائیں۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ کیا کرتے ہیں پیکا نے ان کا پیچھا کیا۔

اس نے منڈی میں چھپ کر دیکھا دونوں نے بہت اچھے داموں میں گائے بیچ دی۔

اُسے بہت غصہ آیا اور اُس نے فیصلہ کیا کہ اپنا سارا روپیہ ان سے وصول کر کے رہے گا۔

پیکا ایک ہوٹل میں پہنچا اور ہوٹل والے سے کہا میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ کھانا کھاؤں گا کھانے کے پیسے یہ پیشگی لے لو۔ لیکن جب میں کھانا کھا کر چلنے لگوں اور اپنی ٹوپی اتار کر پوچھوں ''کیا

کھانے کے دام ادا ہو گئے؟ تو تم جواب دینا ''جی ہاں'' ہوٹل والے نے جواب دیا ''بھلا مجھے پیسے مل گئے ہیں تو میں ہاں کیوں نہیں کہوں گا۔'' اس کے بعد وہ ایک چائے خانے میں گیا اور تین آدمیوں کے پیسے جمع کرا کے یہی کہا۔ اس نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر وہ ایک مٹھائی کی دکان پر گیا اور یہی کہہ کر پیسے جمع کرائے۔ اس نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کے بعد وہ دوڑتا ہوا ان دونوں لڑکوں کے پاس پہنچا اور بولا'' آپ نے مجھے بکری کے بہت اچھے

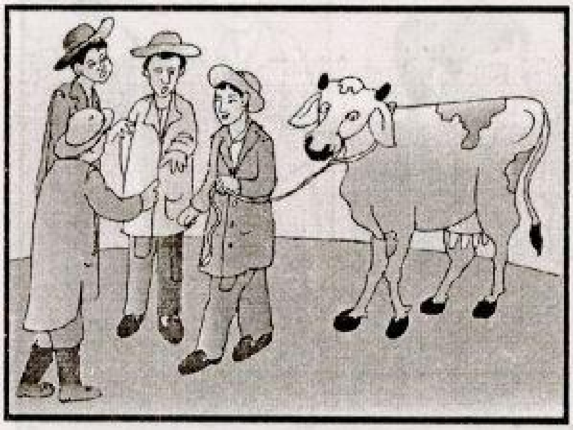

پیسے دئے تھے۔ اس لئے آپ میرے ساتھ چلئے میں آپ کی کچھ خاطر کرنا چاہتا ہوں''۔ دونوں اسے بیوقوف سمجھ کر اس کے ساتھ چل دیئے۔ تینوں مٹھائی کی دکان پر پہنچے دونوں نے خوب مٹھائیاں کھائیں۔ باہر نکلتے وقت پیکانے سر سے ٹوپی اتار کر اسٹال والے سے پوچھا'' کیا ہم نے جو کچھ کھایا اس کے دام ادا کر دئے۔ اسٹال والے نے کہا'' جی ہاں۔'' وہ دکان کے باہر آگئے۔ دونوں لڑکوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ پیکانے کہا آیئے اب کچھ ناشتہ کیا جائے۔ وہ ایک ہوٹل میں چلے گئے اور خوب ناشتہ کیا۔ باہر نکلتے وقت پیکانے ٹوپی اتار کر پوچھا'' کیا میں نے جو کچھ کھایا اس کے دام ادا کر دئے گئے؟'' ہوٹل والے نے جواب دیا'' جی ہاں۔'' جب وہ باہر نکلے تو دونوں لڑکوں سے نہ رہا گیا انہوں نے پوچھا۔

'' آخر یہ کیا جادو ہے کہ تم بغیر پیسے دیے جہاں جتنا چاہتے ہو کھا لیتے ہو؟ پیکا نے اپنی ٹوپی انہیں دکھاتے ہوے کہا'' یہ سب اس جادو کی ٹوپی کا کمال ہے۔ مجھے ایک بالشتیے نے دی ہے۔ جب بھی میں کہیں بھی کوئی بھی چیز خریدنے کے بعد ٹوپی اتار کر دکاندار سے پوچھوں گا کہ کیا تمہارے دام مل گئے؟ تو وہ ہمیشہ یہی جواب دے گا۔'' انہوں نے پوچھا یہ ٹوپی تم کتنے میں بیچو گے؟'' پیکانے کہا میں تو

اس سے اپنا پیٹ پالتا ہوں۔ میں بھلا اِسے کیسے بیچ سکتا ہوں'' دونوں نے بے تابی سے کہا'' ہم اپنا سارا روپیہ پیسہ تمہیں دے دیں گے۔'' پیکا نے سنی ان سنی کردی۔ اور وہ انہیں لے کر ہوٹل

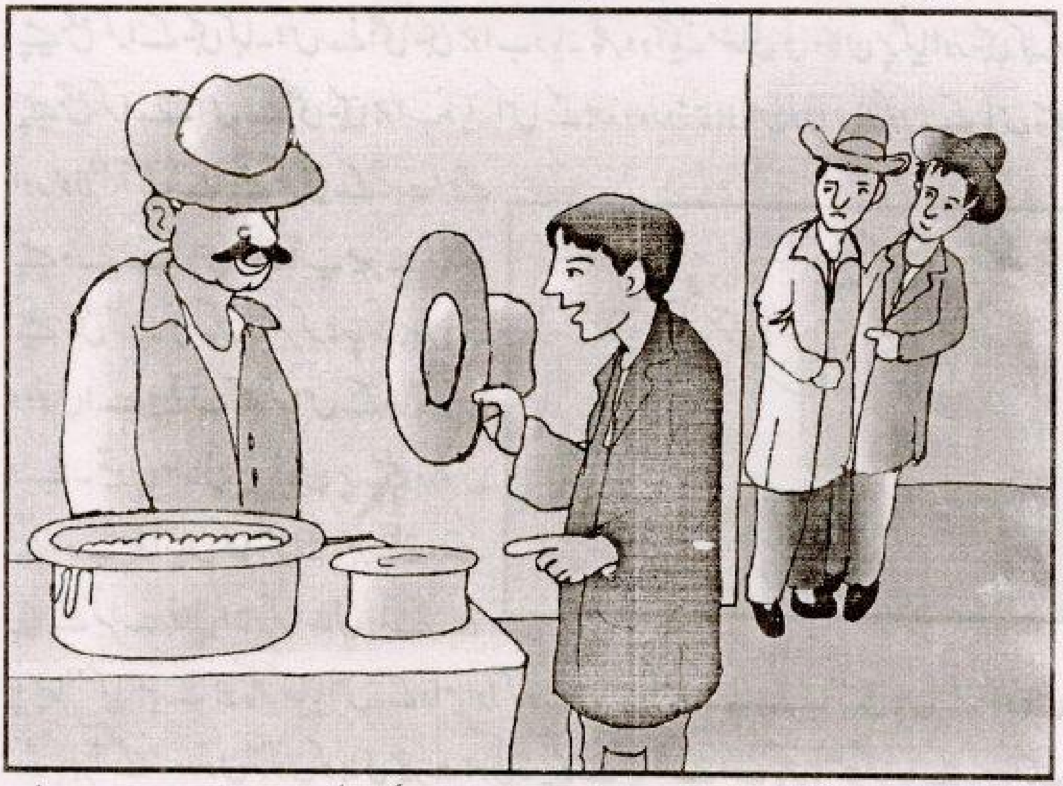

میں چلا گیا۔ جہاں خوب پیٹ بھر کے سب نے دعوت اڑائی۔ نکلتے وقت پیکا نے ٹوپی اتار کر پوچھا'' کیا کھانے کے دام ادا ہو گئے۔'' دکان دار نے کہا'' جی ہاں۔'' اور ہوٹل سے نکل آئے۔ اب تو دونوں لڑکے پیکا کے ہاتھ پیر جوڑنے لگے۔ انہوں نے ٹوپی کے بدلے اپنا سارا روپیہ، گھڑیاں، سونے کے بٹن، تمام اچھے کپڑے اور اپنی دونوں ٹوپیاں پیکا کو دے دیں۔ جنہیں لے کر پیکا فوراً وہاں سے غائب ہوا اور ہنستا ہوا اپنے گھر لدا پھدا پہنچ گیا۔

پیکا کے جانے کے بعد دونوں بدمعاش لڑکوں نے جادو کی ٹوپی ملنے کی خوشی میں کھانے پینے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک ہوٹل میں جا کر خوب کھایا پیا۔ باہر نکل کر ایک لڑکے نے پیکا کی ٹوپی اپنے سر سے

اتارتے ہوئے ہوٹل کے مالک سے پوچھا'' کیا جو کچھ میں نے کھایا اس کے دام ادا کر دیئے گئے ؟'' ہوٹل کے مالک نے آنکھیں نکال کر کہا۔'' بالکل نہیں!''

یہ سن کر دوسرے لڑکے نے گھبرا کر جلدی سے ٹوپی پہلے لڑکے سے لے لی اور بہت احتیاط سے دوبارہ پھر اس کو اپنے سر سے اتار کر ہوٹل مالک کے سامنے کرتے ہوئے زور سے پوچھا۔

'' جناب عالی! کیا جو کچھ ہم نے کھایا ہے اس کے دام آپ کو مل گئے؟''

دوبارہ یہی بات سننے کے بعد ہوٹل کے مالک کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے ٹوپی چھین کر پھاڑ ڈالی اور ڈنڈا اٹھا کر مارتے مارتے دونوں کا بھرکس نکال دیا۔ اتنا ہی نہیں اس کے بعد ان کے کپڑے بھی اتار کر ٹھوکریں مار مار کر انہیں ہوٹل سے نکال دیا۔ (ماخوذ)

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| شریر | - | بدمعاش، شرارتی |
| مَریل | - | بہت کمزور |
| پیشگی قیمت | - | کسی چیز کا دام پہلے ہی ادا کر دینا |
| بالشتیے | - | بونا آدمی |

پارہ چڑھ جانا - بہت غصہ آنا

منڈی - بازار

بیوقوف - بدھو، بے عقل

حیرت - حیرانی، تعجب

عالی - بڑا۔ مرتبے والا

بھُرکس نکالنا - مار کر حُلیہ بگاڑ دینا

## غور کرنے کی باتیں:

اس کہانی کو آپ نے غور سے پڑھا۔ یہ فِن لینڈ کی کہانی ہے۔ اس میں جیسی کرنی ویسی بھرنی والا محاورہ سچ ثابت ہوا ہے۔ یعنی کسی آدمی کا نقصان کرنا یا اُسے دھوکہ دینا اچھی بات نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک دن خود دھوکہ کھانا پڑتا ہے۔ اس کہانی میں جس طرح شریر لڑکوں کو سزا ملی اسے یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور ایسی بری عادتوں سے بچنا چاہیے۔

## سوچئے اور بتائیے:

۱۔ حیرت انگیز ٹوپی کس ملک کی کہانی ہے؟

۲۔ پیکا کون تھا؟

۳۔ شریر لڑکے پیکا سے کیا بولے؟

## ان لفظوں سے جملے بنائیے:

جادو حیرت دعوت ٹوپی پیٹ ناشتہ

## ان سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ پیکا منڈی کیوں جا رہا تھا؟

۲۔ پیکا کیسے بے وقوف بنا؟

۳۔ شریر لڑکوں کو پیکا نے کس طرح سبق سکھایا؟

۴۔ ہوٹل کے مالک نے شریر لڑکوں سے کیا سلوک کیا؟

## نیچے لکھے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

آنکھیں نکالنا۔

سُنی ان سُنی کرنا۔

پارہ چڑھنا۔

بھرکس نکالنا۔

## خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

۱۔ پیکا فن لینڈ کے ایک چھوٹے سے.......... میں رہتا تھا (گاؤں رشہر)

۲۔ وہ گائے کو لے کر.......... کی طرف چلا (منڈی ردکان)

۳۔ میں آپ کی کچھ خاطر.......... چاہتا ہوں (کرنا ردیکھنا)

۴۔ آیئے ناشتہ.......... جائے (کیا رکھایا)

## خود کرنے کے لیے

یہ کہانی اپنے گھر میں چھوٹے بھائی بہنوں کو سنایئے۔ اور ایسی ہی کوئی دوسری کہانی تلاش کیجیے۔

-☆-

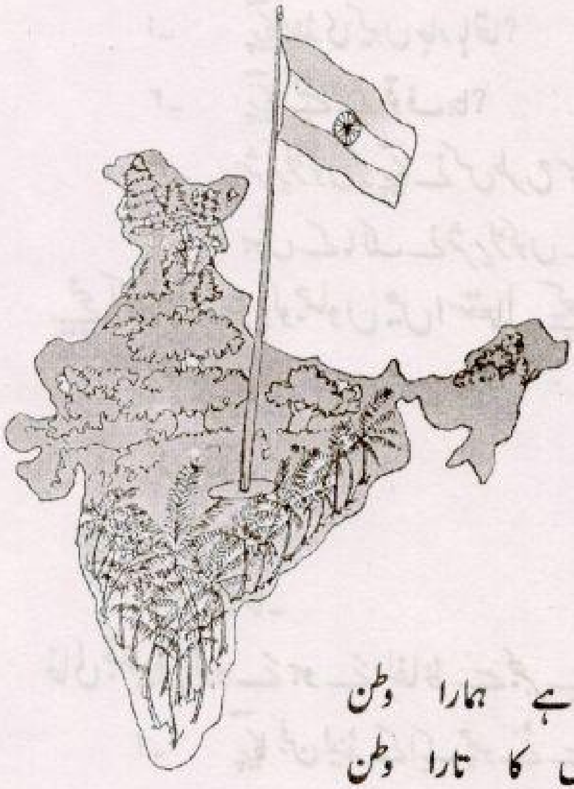

# ہمارا وطن

یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن
محبت کی آنکھوں کا تارا وطن
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ اِس کے درختوں کی تیاریاں
وہ پھل پھول پودے وہ پھلواریاں
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا
وہ پتّوں کا پھولوں کا منہ چومنا
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھُوار

ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
وہ باغوں میں کوئل وہ جنگل میں مور
وہ گنگا کی لہریں، وہ جمنا کا زور
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن
اسی سے ہے اس زندگی کی بہار
وطن کی محبت ہو یاماں کا پیار
ہمارا وطن دل سے پیارا وطن

پنڈت برج نارائن چکبست

## مشق

غور کرنے کی باتیں:

یہ نظم اُردو کے مشہور شاعر پنڈت برج نارائن چکبست لکھنوی کی ہے۔
اِس نظم میں ہمارا وطن کے عنوان سے وطن کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔
اِس نظم میں ہمارے ملک کے پھلوں، پھولوں، درختوں، موسموں، پرندوں اور بہت ساری خوبیوں کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے۔
وطن کی محبت اور ماں کے پیار کی یکساں اہمیت ہے۔ شاعر نے بتایا ہے کہ انہیں دونوں سے زندگی میں بہار آتی ہے۔ یعنی نظم میں وطن کی محبت اور وطن دوستی کے جذبے کو اُبھارا گیا ہے۔

## سوچئے اور بتائیے:

ا۔ شاعر نے نظم میں کن کن موسموں کا ذکر کیا ہے؟

۲۔ ''زندگی کی بہار'' کس کو کہا گیا ہے؟

۳۔ ''محبت کی آنکھوں کا تارا وطن'' اس مصرعے سے کیا مراد ہے؟

۴۔ اس نظم میں ہمارے وطن کی کیا کیا خوبیاں بیان کی گئی ہیں؟

**درج ذیل عبارت میں چند الفاظ کے غلط اِملے دیئے گئے ہیں۔ ان الفاظ کی نشان دہی کر کے املا درست کیجیے اور درست املا کے ساتھ عبارت کو اپنی کاپیوں میں لکھیے:**

''انسان کی جندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک ماں کی مہبت اور دوسری وتن کی مہبّت۔ ہندستان حمارا وتن ہے۔ ہمیں اس کے موصموں سے، اس کی جمین سے، اس کی ہوا سے مہبّت ہے۔ برشات کے موصم میں باگوں کی حریالی ہمارے دل کو لبھاتی ہے اور دل کو ٹھنڈک دیتی ہے۔

## نیچے لکھے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

ا۔ وہ ساون میں کالی.................

۲۔ وہ برسات کی ہلکی.................

۳۔ ہوا میں درختوں کا.................

۴۔ وہ پتوں کا پھولوں کا.................

## واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے:

پھلواری لہریں باغ گھٹائیں بہار پودا

پھوار　　تیاریاں　　آنکھ　　جنگل　　پتے

## کالم ''الف'' کے مصرعوں کو کالم ''ب'' کے صحیح مصرعوں سے ملا کر شعر مکمل کیجیے:

| ''الف'' | ''ب'' |
| --- | --- |
| ۱۔ یہ ہندوستاں ہے ہمارا وطن | وہ پتوں کا پھولوں کا منھ چومنا |
| ۲۔ ہوا میں درختوں کا وہ جھومنا | محبت کی آنکھوں کا تارا وطن |
| ۳۔ وہ ساون میں کالی گھٹا کی بہار | وطن کی محبت ہو یا ماں کا پیار |
| ۴۔ اسی سے ہے اس زندگی کی بہار | وہ برسات کی ہلکی ہلکی پھوار |

## خود کرنے کے لیے

اس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور اپنے وطن کا نقشہ بنا کر اپنے اسکریپ بک میں سجائیے۔

-☆-

# خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ چشتیہ سلسلے کے کامل درویش تھے۔ آپ کے والد سیّد کمال الدینؒ بغداد کے گاؤں ''اوش'' کے رہنے والے تھے۔ ان کی والدہ بڑی نیک خاتون تھیں۔ دن رات عبادت میں مشغول رہتیں۔ جب کبھی قرآن شریف کی تلاوت فرماتیں تو خواجہ بختیار کاکیؒ کو اپنے قریب بٹھالیتیں۔

وہ ابھی ڈھائی سال کے ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ والدہ نے اپنی خاص نگرانی میں اُن کی تربیت کی۔ جب وہ چار سال کے ہوئے تو والدہ نے پڑھنے کے لئے اُن کو خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس بھیج دیا، جو اُن دنوں اوش میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اُن کو درس دینا شروع کیا تو غیب سے ایک آواز آئی، ''اے خواجہ! کچھ دیر ٹھہر جاؤ، قاضی حمید الدین ناگوریؒ آتے ہیں، وہی بختیار کاکی کو پڑھائیں گے۔''

خدا کے حکم سے کچھ ہی دیر بعد وہاں قاضی حمید الدین ناگوریؒ تشریف لائے۔ بختیار کاکیؒ سے پوچھا کیا پڑھو گے؟ اس پر بختیار کاکیؒ نے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ کر سنائی۔ وہ بختیار کاکیؒ کی زبان سے قرآن شریف کی آیت سن کر حیران رہ گئے کہ چار برس کا یہ بچہ چھوٹی سی عمر میں اس طرح کی آیت پڑھ سکتا ہے۔ لہٰذا استاد نے پوچھا، ''تم نے قرآن شریف کس سے پڑھا؟''، آپ نے کہا میری والدہ کو آدھا قرآن شریف یاد ہے۔ انہیں سے سنتے سنتے مجھے بھی یاد ہوگیا۔ یہ جاننے کے بعد قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے انہیں بہت جلد باقی قرآن شریف بھی حفظ کرا دیا۔

جب قطبؒ صاحب کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو والدہ نے ملازم کے ساتھ انہیں محلّے کے مکتب

میں بھیجا۔ مکتب جاتے ہوئے راستے میں ایک بزرگ ملے۔ انہوں نے نوکر سے پوچھا، ''اس بچے کو کہاں لیے جا رہے ہو؟'' نوکر نے کہا کہ محلے کے استاد کے پاس لے جا رہا ہوں۔ تب بزرگ نے کہا کہ بچے کو مدرسہ لے جانے کے بجائے مولانا ابوحفصؒ کے پاس لے جاؤ۔ وہی اس بچے کو درس دیں گے اور مولانا کو تاکید فرمائی کہ پوری توجہ سے انہیں پڑھایئے، ان سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ جب وہ بزرگ چلے گئے تو مولانا نے اُس شخص سے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہے یہ کون بزرگ تھے؟ یہ حضرت خضرؑ تھے۔ جو خدا کی طرف سے اِس خدمت پر مامور کیے گئے تھے۔ یہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو صحیح راستہ دکھلاتے ہیں۔

تعلیم مکمل ہونے تک بختیار کاکیؒ اپنے گاؤں میں ہی رہے۔ جب وہ سن بلوغ کو پہنچ گئے تو وہ تلاش حق کے لیے گھر سے باہر نکلے۔ ان ہی ایام میں قطب صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اصفہان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ نے وہاں پہنچ کر ان کی خدمت میں حاضری دی اور بختیار کاکیؒ ان کے مرید ہو گئے۔ وہ اپنے مرشد خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

اسی سفر میں ان کی ملاقات ایک اور بزرگ سے ہوئی، انہوں نے بختیار کاکیؒ کو نصیحت کی، ''دنیا کی چیزوں کی خواہش نہ کرنا، مال و دولت جمع نہ کرنا، جو کچھ ملے، اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دینا اور اللہ کی عبادت کے سوا دوسرے فضول کاموں میں وقت نہ گنوانا''۔ مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد وہ اپنے مرشد کے ساتھ بغداد میں رہ کر عبادت کے علاوہ عوام کو نیک کام کرنے کی ہدایت کرنے لگے۔

بچپن ہی سے آپ نیک سیرت اور پاک دل انسان تھے۔ آپ کے دل میں اللہ کی سچی محبت تھی۔ آپ کثرت سے نماز اور دوسری عبادتوں میں بھی مشغول رہتے۔ زیادہ وقت اللہ کی یاد میں بسر کرتے، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اللہ کی محبت نے آپ کو دنیا اور دنیا کے مال و متاع سے بالکل

بے نیاز کر دیا۔ آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے، مختصر کھانا کھاتے، بس اس قدر جس سے جسم وجاں کا رشتہ باقی رہ سکے۔ اِس سے زیادہ کھانا آپ پسند نہ فرماتے۔

بادشاہِ وقت اور شہر کے لوگ ہمیشہ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے نذرانے پیش کرتے، مگر آپ ان سب کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے۔ دہلی میں قیام کے دوران ہمیشہ خدا کی یاد میں محو رہتے اور کسی سے نذرانہ وغیرہ بھی قبول نہیں فرماتے تھے۔ اہل وعیال نہایت تنگی میں دن گزارتے تھے۔ جب کبھی گھر میں کچھ نہ ہوتا تو آپ کی اہلیہ، پڑوس میں رہنے والے بقال کی بیوی سے قرض لے کر کام چلاتی تھیں۔ پیسہ آنے پر اُس کا قرض ادا کر دیتی تھیں۔ روایت ہے کہ ایک روز بقال کی بیوی نے طعنہ دیا کہ اگر میں تمہیں قرض نہ دوں تو تمہارے بال بچوں کا پیٹ کیسے بھرے گا؟ اُس کی اِس بات سے حضرت کو سخت تکلیف پہنچی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ کسی سے قرض مت لینا۔ اگر ضرورت پیش آئے تو طاق میں سے ''کاک'' (روٹیاں) لے لیا کرو۔ اس کے بعد سے ان کی اہلیہ ضرورت پڑنے پر طاق سے گرم گرم روٹیاں لے لیا کرتیں۔ اِسی سبب سے خواجہ قطب الدین ''بختیار کاکی'' کہلانے لگے۔

حضرت بختیار کاکیؒ کو جب اپنے مرشد خواجہ اجمیریؒ کے ہندوستان پہنچنے کی اطلاع ملی تو یہ بھی ہندستان کے لیے روانہ ہوگئے۔ کچھ دن ملتان میں رہنے کے بعد پھر دہلی آ گئے۔ بادشاہ شمس الدین التمش ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ اُسے جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت بختیار کاکیؒ دہلی تشریف لا رہے ہیں تو وہ شہر سے باہر جا کر ان سے خود ملا اور بڑی عزت ومحبت سے پیش آیا۔ بادشاہ بختیار کاکیؒ کے پاس ہفتے میں دو بار حاضری دیتا۔ عوام وخواص سب آپ سے عقیدت رکھتے۔ آپ کے دربار میں سب کو یکساں مقام حاصل تھا۔ اور سبھی لوگ آپ کے گرویدہ تھے۔

دہلی پہنچنے کے بعد آپ نے اپنے مرشد خواجہ اجمیریؒ کو خط لکھا اور اجمیر آنے کی اجازت چاہی۔ لیکن مرشد نے انہیں دہلی ہی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا تاکہ وہ وہاں لوگوں کی خدمت کر سکیں۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ اجمیریؒ کسی وجہ سے دہلی تشریف لائے تو انہوں نے بختیار کاکیؒ کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہا۔ یہ خبر سنتے ہی پورے شہر کے لوگ اور بادشاہ بھی حضرت خواجہ اجمیریؒ کے پاس آئے اور ان سے گزارش کی کہ حضرت بختیار کاکیؒ کو اجمیر نہ لے جائیں۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ نے لوگوں کی جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا ''بابا قطب! تم دہلی ہی میں رہو، تمہارے دہلی چھوڑنے سے یہ سب لوگ رنجیدہ ہو جائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ تم اُن کے دلوں کو دُکھاؤ۔''

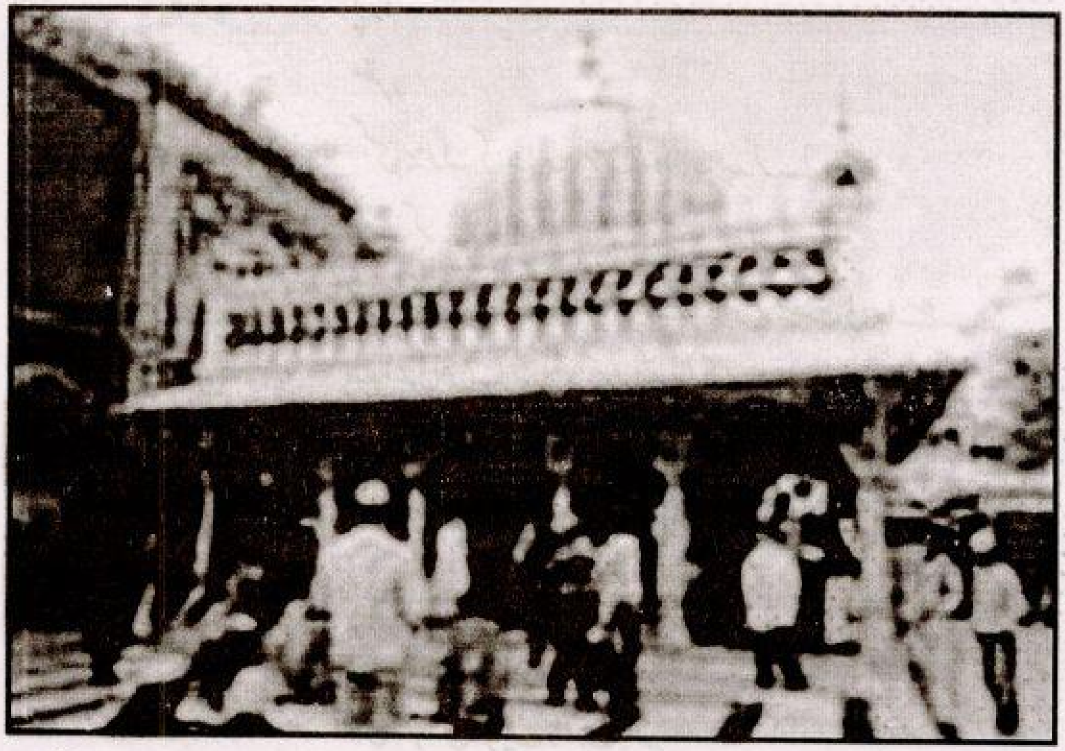

آپ کی وفات ۱۲۳۷ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ''مہرولی'' دہلی میں ہے جہاں دن رات لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اور آپ کی بزرگی کا فیض جاری ہے۔

(ماخوذ)

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| کامل | - | پورا |
| مامور | - | مقرر |
| مُرید | - | کسی بزرگ کی ہدایت پر چلنے والا۔ عہد کرنے والا، بیعت کرنے والا |
| مُرشد | - | پیر۔ ہدایت کرنے والا۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے۔ |
| نذرانے | - | نذرانہ کی جمع۔ احترام کے ساتھ کسی کو دیا جانے والا تحفہ یا رقم |
| محو ہونا | - | گم ہونا، کچھ خبر نہ ہونا |
| درویش | - | فقیر، بزرگ، خدا سے قریب |
| اہلیہ | - | بیوی |
| بقال | - | بنیا، پرچون فروش |
| آیت | - | نشانی، قرآن شریف کا ایک جملہ |
| طعنہ | - | طنز کرنا |
| کاک | - | روغنی ٹکیہ / بسکٹ |
| طاق | - | محراب، سامان رکھنے کے لئے دیوار میں بنی ہوئی وہ جگہ جہاں چراغ یا چھوٹا موٹا سامان رکھا جاتا ہے۔ |

حفظ کرنا – زبانی یاد کرنا

عقیدت – یقین، گہرا دلی لگاؤ

سرشار – بے خود، مست

غلبہ – چھا جانا

فیض – فائدہ۔نفع

سوچیے اور بتایئے:

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ کا تعلق کس سلسلے سے تھا؟

۲۔ خواجہ قطب الدین کا کیؒ کی تربیت کس کی نگرانی میں ہوئی؟

۳۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ، خواجہ بختیار کا کیؒ کی کس بات پر حیران ہوئے؟

۴۔ خواجہ قطب الدین بختیارؒ کو ''کا کی'' کیوں کہا جاتا ہے؟

۵۔ حضرت بختیار کا کیؒ کس بادشاہ کے زمانے میں ہندستان تشریف لائے؟

۶۔ بختیار کا کی کا مزار دہلی میں کہاں واقع ہے؟

مندرجہ ذیل عبارت سے واحد وجمع تلاش کیجیے:

''کسی شہر میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ وہ ہمیشہ عبادتوں میں مشغول رہتے تھے اور لوگوں کو خدا کی راہ پر چلنے اور دوسرے انسانوں سے ہمدردی کرنے کی ہدایت دیتے تھے۔ اکثر لوگ ان کے پاس، نذرانے لے کر آتے مگر وہ کسی کا نذرانہ قبول نہ فرماتے۔ اس شہر میں ایک خاتون بھی رہتی تھیں ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا مکتب میں جا کر تعلیم حاصل کرے۔ایک دن وہ بچّے کو لے کر بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔اس وقت ان کے

سامنے مریدوں کی محفل جمی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک مرید شعر کہتے تھے۔"

پچھلے اسباق میں آپ مرکب الفاظ پڑھ چکے ہیں۔ اس سبق میں بھی چند مرکب الفاظ استعمال ہوئے ہیں جیسے مال و دولت، جسم و جاں، عزت و محبت وغیرہ۔ اپنے استاد کی مدد سے ایسے مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن کو جوڑنے کے لیے 'و' استعمال ہوتا ہے۔

## اِن لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

درویش –

نگرانی –

حفظ –

مامور –

نصیحت –

خوشبو –

## صحیح جملے پر صحیح (✓) اور غلط جملے پر غلط (✗) کا نشان لگائیے:

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتیہ خاندان کے کامل درویش تھے۔

۲۔ ان کی بزرگی کی شہرت صرف بغداد میں تھی۔

۳۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اصفہان تشریف نہیں لے گئے۔

۴۔ بچپن ہی سے آپ نیک سیرت اور پاک دل انسان تھے۔

۵۔ پورے شہر کے لوگ اور خود بادشاہ بھی حضرت خواجہ اجمیری کے پاس آئے اور ان سے گزارش کی کہ حضرت بختیار کاکی کو اجمیر لے جائیں۔

## غور کرنے کی بات:

ہندوستان میں باہر سے کئی اللہ والے تشریف لائے۔ خواجہ بختیار کاکی بھی انہیں میں سے ایک ہیں۔ ان بزرگوں نے ملک میں بڑے بڑے کام کیئے۔ خاص طور پر غریبوں اور محتاجوں کی خدمت کے لئے خانقاہیں بنائیں۔ اور خدا کے بندوں کو پیار ومحبت کا سبق پڑھایا۔ ان کی خانقاہیں ہر مذہب و ملّت کے لوگوں کے لیے ہمیشہ کھلی رہتی تھیں۔ عام انسانوں میں محبت اور اتحاد پیدا کرنا ان کا اصل کام تھا۔ خواجہ بختیار کاکی کے ذریعے بہت سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوئے جو انسان کی عقل میں نہیں آتے۔ ایسے واقعات کو جو انسان کی عقل میں نہ آتے ہوں کرامت کہتے ہیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ طاق سے ملنے والی روٹیوں کا قصہ بھی خواجہ صاحب کی ایک کرامت ہے۔

## خود کرنے کے لیے

۱۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زندگی سے متعلق کسی واقعہ کو اپنی زبان میں لکھیے۔

-☆-

# غزل

سبق ایسا پڑھا دیا تُو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تُو نے

بے طلب جو مِلا مِلا مجھ کو
بے غرض جو دِیا دِیا تُو نے

نارِ نمرود کو کیا گُل زار
دوست کو یوں بچا دیا تُو نے

جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی
اس سے مجھ کو سِوا دیا تُو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ باطل سب
نقشہ اپنا جما دیا تُو نے

داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تُو نے

داغؔ دہلوی

-☆-

# مشق

## معنی یاد کیجیے:

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| بے طلب | - | بغیر مانگے |
| نار | - | آگ |
| گلزار | - | باغ |
| نمرود | - | ایک بادشاہ کا نام جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا |
| سِوا | - | زیادہ |
| باطل | - | ناحق۔ جھوٹ |
| نقش | - | تصویر |

## غور کرنے کی باتیں:

نواب مرزا داغ دہلوی اردو کے ایک بڑے غزل گو شاعر ہیں۔ انھوں نے آسان زبان میں غزلیں کہی ہیں۔ ایسی ہی ایک غزل آپ نے پڑھی۔ اس میں شاعر نے خدائے تعالیٰ کی تعریف اور اس کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جو کچھ بھی ہمیں ملا ہے وہ سب خدائے تعالیٰ کا ہی دیا ہوا ہے۔

## سوچیے اور جواب دیجیے:

ا۔ ہر شعر میں ''تو نے'' ردیف لائی گئی ہے، تو نے سے کس کی طرف اشارہ ہے؟

۲۔ شاعر کو کس نے اس کی خواہش سے سوا دیا؟

۳۔ نمرود کی آگ کو کس نے گلزار بنا دیا؟

۴۔ ''دوست کو یوں بچا دیا تو نے'' اس میں دوست سے کون مراد ہے؟

## مصرعوں کو صحیح ترتیب سے لکھیے:

| | |
|---|---|
| بے طلب جو ملا ملا مجھ کو | اس سے مجھ کو سوا دیا تو نے |
| جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی | بے غرض جو دیا دیا تو نے |
| مٹ گئے دل سے نقش باطل سب | جو دیا اے خدا دیا تو نے |
| داغ کو کون دینے والا تھا | نقشہ اپنا جما دیا تو نے |

## صحیح مصرعوں پر (✓) اور غلط مصرعوں پر (✗) کا نشان لگایئے:

۱۔ سبق ایسا پڑھا دیا تو نے ( )

۲۔ جو دیا بے غرض دیا تو نے ( )

۳۔ یوں، بچا دیا دوست کو تو نے ( )

۴۔ کون تھا دینے والا داغ کو ( )

۵۔ جو دیا اے خدا دیا تو نے ( )

## ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

دل سبق نقش خواہش خدا

''نارِ نمرود'' کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے

مندرجہ بالا شعر میں کس واقعے کی جانب اشارہ ہے؟ استاد کی مدد سے واقعے کی تفصیل اپنی کاپیوں میں لکھیے۔

**جواب لکھیے:**

(ا) بے طلب جو ملا ملا مجھ کو
بے غرض جو دیا، دیا تو نے
اس شعر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(۲) آخری شعر میں شاعر نے خدا سے کیا کہا ہے؟

**درج ذیل الفاظ میں مذکر اور مؤنث الفاظ الگ کیجیے:**

سبق دل آگ پھول خواہش نقشہ دوست

**خود کرنے کے لیے**

اس غزل کو یاد کیجیے اور ترنم سے اپنے دوستوں کو سنائیے۔

-☆-

# مجاہد آزادی - شہید اشفاق اللہ خاں

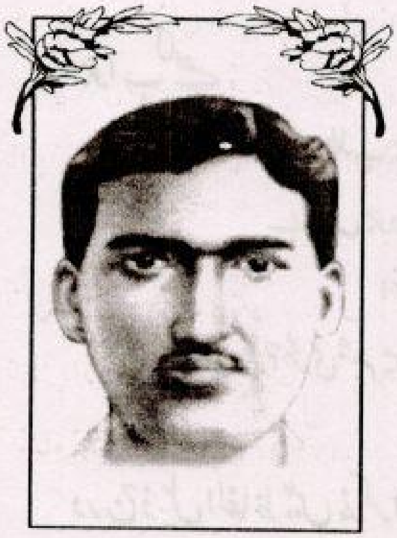

بچو! آج کا دن بہت اہم ہے ۔ آپ جانتے ہیں کیوں؟ جی ہاں ۔ آپ نے ٹھیک جانا۔ سچ کہا آپ نے، آج کے دن کی یہ اہمیت اس لئے ہے کہ آج پندرہ اگست ہے جس کا جشن ہم سارے ہندوستانی ہر سال پندرہ اگست کو پورے جوش وخروش کے ساتھ مناتے ہیں کیونکہ اسی تاریخ نے ہندوستانیوں کو آزادی کی خوشخبری سنائی تھی۔ جس کے لئے بے شمار وطن پرستوں نے ان گنت مصیبتیں ، اذیتیں اور پریشانیاں جھیلی تھیں ۔ پے در پے زخموں کو برداشت کیا تھا۔ موت کی آندھیوں سے ٹکراتے ہوئے ہنستے ہنستے شہید ہو گئے تھے۔ کتنی ماؤں کی گودیں سونی ہوئیں۔ کتنی بہنوں کے دل زخموں سے چور ہو گئے۔ کتنے بھائیوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کردئے گئے۔ کتنی سہاگنوں کی مانگیں اجڑ گئیں اور کتنے معصوموں کے سروں سے سایۂ عاطفت اٹھ گیا۔ لیکن جدوجہد آزادی کی تحریک متاثر نہ ہوسکی۔ انجام کار شہیدوں کا خون رنگ لایا۔ ''سرفروشی کی تمنا'' کے آگے ''بازوئے قاتل کا زور'' ٹھہر نہ سکا اور بے لوث قربانیوں کے طویل سفر کا نتیجہ پندرہ اگست ۱۹۴۷ء کو وطن عزیز کی آزادی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

لیکن پیارے بچو! پندرہ اگست ۱۹۴۷ء کو حاصل ہوئی ملک کی آزادی کے ذکر کے ساتھ شمع وطن کے لاتعداد پروانوں میں شامل ایک عظیم پروانے کے اُن قابل احترام جذبات کا ذکر کرنا بھی ضروری

ہے جوان کے دو اہم خطوط میں درج ہیں۔ ایک خط وہ ہے جو ایک پیغام کی شکل برادران وطن کے نام میں ہے۔ جس کا ذکر اگلے سطروں میں ہوگا۔

گاندھی جی، پنڈت جواہر لعل نہرو، ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی، نیتا جی سبھاش چندر بوس، ڈاکٹر راجندر پرساد، ڈاکٹر انصاری، ڈاکٹر ذاکر حسین، سردار پٹیل، بال گنگا دھر تلک، بھگت سنگھ، رام پرساد بسمل، حسرت موہانی، اشفاق اللہ خاں وغیرہ جیسے، وطن پر جان چھڑکنے والے مجاہدین کی ایک لمبی فہرست ہے جن کے سرفروشانہ کارناموں کی تفصیل فرداً فرداً پیش نہیں کی جاسکتی۔ ان ہی جاں نثاروں میں ایک نام اشفاق اللہ خاں کا بھی ہے جو بہت ہی اہم ہے۔

آج سے قریب قریب ۱۰۸ سال پہلے یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء کو شاہجہاں پور (اتر پردیش) کے محلّہ ایمن زئی میں جناب شفیق اللہ خاں کے گلشن میں ایک پھول کھلا جس کا نام اشفاق اللہ خاں رکھا گیا۔ اشفاق اللہ خاں کی والدہ کا نام مظہر النساء تھا۔ تین بھائی محمد صفی اللہ خاں، محمد ریاست اللہ خاں اور محمد شہنشاہ خاں تھے اور بہن پری وش بانو۔

وہ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ بہت خوبصورت بھی تھے۔ اس لئے گھر میں انہیں پیار سے ''اچھو'' بھی کہا جاتا تھا۔

اشفاق اللہ خاں نے طالب علمی کے زمانے سے ہی برطانوی حکومت کے خلاف وطن پرستانہ سرگرمیوں میں نمایاں طور پر حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ان سرگرمیوں کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے ایک انقلابی جماعت ''مہاتری ویدی سنستھان'' کی رکنیت حاصل کی۔

پیارے بچو! ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو ہندستان نے انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کر کے آزادی کا تاج پہنا تھا لیکن ۱۹۴۷ء سے ٹھیک ۲۲ سال پہلے ۱۹۲۵ء میں اسی مہینے میں یعنی اگست کی ۱۹ تاریخ کو ''کاکوری کیس'' یعنی ٹرین ڈکیتی کا واقعہ بھی ہوا تھا۔ جس میں دیگر کئی انقلابیوں کے ساتھ رام پرساد بسمل اور اشفاق اللہ خاں کو بھی گرفتار کیا گیا تھا۔ انگریزی حکومت نے ۱۹ ردسمبر ۱۹۲۷ء کو

فیض آباد کی جیل میں اشفاق اللہ خاں کو پھانسی دے کر اس ۲۷ سالہ نوجوان انقلابی کی شمع زندگی کو بجھا ڈالا۔ پھانسی سے چار دن قبل اشفاق اللہ خاں نے دو خط لکھے تھے ایک خط اپنی والدہ محترمہ کے نام۔ دوسرا خط برادران وطن کے نام ایک پیغام کی شکل میں۔ والدہ محترمہ کے نام جو خط تھا وہ یہ ہے:

از زندان فیض آباد

پھانسی کی کوٹھری

۱۵ ردسمبر ۱۹۲۷ء

بوڑھی اور دکھیاری ماں کی خدمت میں اس مرنے والے بیٹے کا سلام پہنچے۔

میری پیاری ماں!

میں بہت اطمینان اور سکون کے ساتھ موت کو لبیک کہہ رہا ہوں۔ مجھے شک ہے کہ آپ گھبرا نہ جائیں اور یہ نہ کہہ اٹھیں کہ جس کی جوان اولاد مر جائے وہ کیسے صبر کرلے۔

ماں! بچپن کے بارے میں آپ ہی نے بتایا تھا کہ جو بھی آپ سے آپ کے خوبصورت بچے کی تعریف کرتا، تو آپ ایک ہی جواب دیتی تھیں کہ خدا نے دیا ہے۔ اس کی امانت ہے اور میں تو امانت دار ہوں۔ امانت رکھنے والے کو یہ اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنی امانت لے لے۔

میری پیاری ماں! میری خطائیں معاف کرنا۔ خدا آپ کو صبر عطا فرمائے۔ آپ کا شہید ہونے والا بیٹا۔ ''اچھو''۔

(ماخوذ)

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| خوشگوار | : | بہت اچھا، بہت خوشی والا |
| جشن | : | تقریب |
| بے شمار | : | ان گنت |
| جدوجہد | : | کوشش |
| سرفروشی | : | سر کٹانا |
| بازوئے قاتل | : | قتل کرنے والا ہاتھ |
| طویل | : | لمبا، بڑا |
| جاں نثار | : | جان نچھاور کرنے والا |
| نمایاں | : | ظاہر |
| زندان | : | قید خانہ |

### غور کرنے کی باتیں:

اس سبق میں آپ نے شہید اشفاق اللہ خاں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ہمارے ملک کو انگریزوں کے شکنجے سے آزاد کرانے میں نہ جانے کتنے مجاہدین نے اپنی جان نچھاور کر دی۔ انہیں میں شہید اشفاق اللہ خاں بھی تھے۔ انہوں نے ملک کے لئے اپنی جان گنوا دی۔ اپنی ماں کو خط لکھ کر انہوں نے دلاسا دیا کہ میں خوشی کے ساتھ ملک کی آزادی کے لیے اپنی جان دے رہا ہوں۔

اِس لئے اُس ماں کو کوئی غم یا ملال نہیں ہونا چاہئے جس کا لاڈلا ملک کے کام آرہا ہے۔ یہ سبق ہمیں پیغام دیتا ہے کہ جب ملک پر کوئی آفت آئے تو خود کو آگے بڑھ کر پیش کر دینا چاہئے۔

## درج ذیل سوالوں کے جواب ایک جملہ میں دیجیے:

۱۔ پندرہ اگست کا جشن کیوں منایا جاتا ہے؟

۲۔ ''سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے'' یہ کس کا مصرعہ ہے؟

۳۔ اشفاق اللہ خاں کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

۴۔ اشفاق اللہ خاں کی ماں کا کیا نام تھا؟

۵۔ اشفاق اللہ خاں نے اپنی ماں کو کہاں سے خط لکھا؟

## درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

۱۔ یوم آزادی کے موقع پر کیا کیا ہوتا ہے؟

۲۔ اشفاق اللہ خاں طالب علمی کے زمانے میں کیسے تھے؟

۳۔ کاکوری کیس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۴۔ اشفاق اللہ خاں نے اپنی ماں کو خط میں کیا لکھا؟

## دیئے گئے غلط جملوں کو صحیح طور پر لکھئے:

آج کے دن بہت خوشگوار ہے۔ کتنے سہاگنوں کی مانگ اجڑ گیا۔ سرفروشی کا تمنا اب ہمارا دل میں ہے۔ ہماری ملک کو ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی ملا۔ اشفاق اللہ خاں کا ماں کا نام مظہر النساء تھا۔ ان کو گھر والا پیار سے اچھو کہا کرتا تھا۔ وہ بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹا تھے۔

## مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کر کے لکھیے:

موت، دن، آزادی، برداشت، زخم، تمنا، سفر، روپ، شکل، وطن، عظمت، پیغام، گلشن، جماعت، خط

## درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے:

دن۔ خوشگوار۔ آزادی۔ موت۔ والدہ۔ خوبصورت۔ غلامی۔ اہم۔ رہائی۔ جوان

## خود کرنے کے لیے

☆ سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

بسمل عظیم آبادی کے اس شعر کو دوستوں کے ساتھ مل کر گائیے۔

☆ شہید اشفاق اللہ خاں کے ساتھ جدوجہد آزادی میں شریک ان کے ساتھی بھگت سنگھ، راج گرو اور رام پرساد بسمل بھی شامل تھے۔ ان کے بارے میں معلومات جمع کیجیے اور ایک مختصر مضمون لکھیے۔

-☆-

بہار کی کہانی

# عقل مند لڑکا

کسی زمانے میں ایک زمین دار جس کا نام پھوکٹ داس تھا۔ وہ اتنا کنجوس تھا کہ ''جونک'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ کھیت کے مزدور اس کے نام سے بھاگنے لگے۔ یہاں تک کہ اُسے کھیت جوتنے کے لیے کوئی آدمی نہ ملا۔

ایک دن جونک نے ڈُگ ڈُگی پٹوائی کہ وہ دوگُنی مزدوری دے گا۔ اُس کے پڑوس میں ایک غریب مگر ایمان دار آدمی رہتا تھا۔ جس کا نام کلّو تھا۔ اپنے بھائی للّو کے سمجھانے کے باوجود کہ زمیندار بھروسے کے قابل نہیں ہے وہ جونک کے کھیتوں میں کام کرنے لگا۔

جونک کلّو کو دوگنی مزدوری دینے پر تیار ہوگیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگادی کہ جب کلّو کو کوئی کام کرنے کے لیے دیا جائے گا اور وہ اسے نہ کرسکے گا تو اس کی مزدوری میں سے دس روپے کاٹ لئے جائیں گے۔

کلّو کھیتی اور کسانی میں بڑا ماہر تھا۔ اس لئے اُس نے زمیندار کی یہ شرط مان لی۔

کلّو کی چھ مہینے کی محنت سے جونک کے کھیتوں میں بہت زیادہ غلہ پیدا ہوا اور وہ وقت قریب آگیا جب کہ کلّو اپنی مزدوری مانگتا۔

ایک دن جونک کلّو کو ایک کمرے میں لے گیا، جہاں شیشے کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک بڑے برتن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کلّو اس کو سب سے چھوٹے برتن میں رکھ دو''۔ کلّو یہ کام نہ کرسکا اِس طرح اُس کی مزدوری میں سے دس روپئے کٹ گئے۔

آخر میں جس صبح کلّو کو جانا تھا اس کے مالک نے اُس سے ایک اور ناممکن کام کرنے کے لئے کہا۔ اُس نے کلّو سے پوچھا ہمارے سر کا وزن کتنا ہے۔ کلّو کے پاس اس کا بھی جواب نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنی بقیہ مزدوری سے بھی محروم ہو گیا۔ اور خالی ہاتھ اپنے گھر سیوان لوٹ گیا۔

اُس نے اپنے بھائی للّو کو بتایا کہ جونک نے اُس کے ساتھ کتنی خراب چال چلی۔

اگلی فصل کے موقع پر پھر جونک نے ڈُگ ڈُگی پٹوائی۔ اس بار للّو زمیندار کے پاس کام کرنے پہنچا۔ اُس نے جونک کو سبق سکھانے کا فیصلہ کرلیا۔ اُس نے وہ شرط منظور کرلی جو زمیندار نے اس کے بھائی کے سامنے رکھی تھی۔

جب فصل کٹ گئی تو جونک نے للّو کو اس کمرے میں لے جا کر، جس میں شیشے کے برتن رکھے ہوئے تھے، اس سے کہا ''بڑے برتن کو چھوٹے برتن میں رکھ دو۔ للو نے جلدی سے بڑا برتن اٹھا کر زمین پر پٹک دیا۔ برتن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ٹکڑے اس نے چھوٹے برتن میں رکھ دئے۔

جونک سمجھ گیا کہ اس معاملے میں وہ للّو کو دھوکہ نہ دے سکے گا۔ پھر اُسے اناج کے گودام میں لے گیا اور اس سے کہا

''گودام کا فرش دھوپ سے سکھا دو۔''

دوسری صُبح جونک کو یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوا کہ للّو اناج کے گودام کی چھت کو کھود کر ایک بہت بڑا سوراخ بنا رہا تھا۔

اس نے جلدی سے للو سے کہا وہ رک جائے کیونکہ گودام کی چھت میں سوراخ ہونے سے گودام تباہ ہو جائے گا۔ اور سارا اناج یا تو سڑ جائے گا یا اُسے چڑیا اور چوہے کھا جائیں گے۔

جونک دوسری بار پھر بے وقوف بن گیا۔ جس دن للّو کو واپس جانا تھا اُس نے زمیندار سے مزدوری مانگی۔ جونک نے اس سے پوچھا۔

میرے سَر کا وَزن کتنا ہے؟

للّو نے کچھ بتادیا۔ زمیندار نے کہا۔ ''غلط'' للّو کمرے کے باہر چلا گیا اور ایک تلوار لے کر واپس آیا تا کہ زمیندار کا سر کاٹ کر ترازو میں تول کر اُس کا صحیح وزن بتا سکے۔ زمیندار کا مارے ڈر کے بُرا حال ہوگیا۔ اُس نے درخواست کی کہ وہ رُک جائے۔ اس نے عام مزدوری سے دوگُنی مزدوری للّو کو ادا کردی۔ اس طرح اس نے کلّو کی مزدوری بھی وصول کرلی اور جونک کو سبق پڑھا کر ہنسی خوشی گھر لوٹ گیا۔

(ماخوذ)

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| ناممکن | - | جو ممکن نہ ہو۔ آسان نہ ہو |
| فرش | - | زمین |
| سخت | - | کڑا |
| سوراخ | - | چھید |
| بے وقوف | - | بدھو، کم عقل |
| درخواست | - | گزارش، التجا |
| ادا کرنا | - | دینا |

وصول کرنا - حاصل کرنا

غلّہ - اناج

## غور کرنے کی باتیں:

آپ نے اس کہانی میں پڑھا کہ ایک زمیندار مزدوروں کا استحصال کرتا تھا۔ ان کی مزدوری مار لیتا تھا۔ لیکن ظلم اور بے ایمانی کا سلسلہ دیر تک نہیں چلتا۔ ایک نہ ایک دن سبق ضرور ملتا ہے۔ کہانی میں ایک مزدور ایسا بھی سامنے آتا ہے جو زمیندار کی بُری نیت اور اس کے غیر انسانی سلوک کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتا ہے۔ اور زمیندار ہمیشہ کے لیے سنبھل جاتا ہے۔

## سوچیے اور بتایئے:

۱۔ کیا مزدوروں کی مزدوری مارنا اچھی بات ہے؟

۲۔ 'جونک' اس کیڑے کو کہتے ہیں۔ جو عموماً پانی میں ملتا ہے لیکن یہاں زمیندار کو جونک کیوں کہا گیا ہے؟

۳۔ کلّو کون تھا؟

**واحد کی جمع لکھیے:** نیچے چند الفاظ دیے گئے ہیں جو 'واحد' ہیں۔ ان کی جمع تلاش کر کے 'جمع' سے جملے بنایئے۔

ماہر، غلط، سبق، وقت، وزن

## لفظوں کی ضد (الٹا) لکھیے:

کنجوس، عام، بے وقوف، فرش، ایمانداری

## لفظوں سے جملے بنائیے:

گودام　　اناج　　زمیندار　　شرط　　چھت

## قواعد:

جونک گیا۔

وہ خالی ہاتھ اپنے گھر لوٹ گیا۔

اوپر دیئے گئے جملوں میں پہلا جملہ فعل لازم اور دوسرا جملہ فعل متعدی کے زمرے میں آتا ہے۔ فعل لازم وہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہوتا ہے جیسے احمد آیا۔ اس میں اسم احمد فاعل اور آیا فعل یعنی فعل لازم میں صرف فاعل فعل ہوتے ہیں۔ فعل متعدی وہ ہے جس میں فاعل، فعل اور مفعول تینوں موجود ہوں۔ جیسے وہ اپنے گھر لوٹ گیا۔ اب آپ نیچے لکھے جملوں میں فعل لازم اور فعل متعدی کی پہچان کیجیے اور جملوں کے سامنے لکھیے:

کوئل بولی.....................

پانی برسا.....................

خالد نے سائیکل چلائی.....................

وہ گھر میں بیٹھا ہے.....................

## اِن سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ جونک نے ڈگ ڈگی پٹوا کر کیا اعلان کیا؟

۲۔ زمیندار کی کیا شرطیں تھیں؟

۳۔ للّو کون تھا؟

۴۔ للّو نے جونک کو کیا سبق دیا؟

خالی جگہوں کو دیے ہوئے لفظوں سے بھریئے:

ا۔ کسی زمانے میں ایک زمیندار پھوکٹ.........تھا (داس/باس)

۲۔ جونک کلوکو دوگنی مزدوری دینے پر.........ہوگیا (تیار/مجبور)

۳۔ اس نے کلو سے پوچھا ہمارے سرکا.........کتنا ہے۔ (وزن/تعداد)

۴۔ گودام کا فرش دھوپ سے.........دو (سکھا/بھیگا)

۵۔ زمیندار کا مارے ڈر کے برا.........ہوگیا۔ (حال/چال)

## خود سے کرنے کے لیے

اِس کہانی سے ملتی جلتی کوئی کہانی اپنے دوستوں کو سنایئے۔ اور اس کہانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک تصویر بنایئے۔

کیا آپ کو بھی ایسا کوئی واقعہ یاد ہے جب آپ نے یا آپ کے دوستوں نے کوئی عقل مندی کا کام کیا ہو۔ اگر ہاں! تو اسے اپنے ہم جماعتوں کو سنایئے۔

-☆-

صرف پڑھنے کے لئے

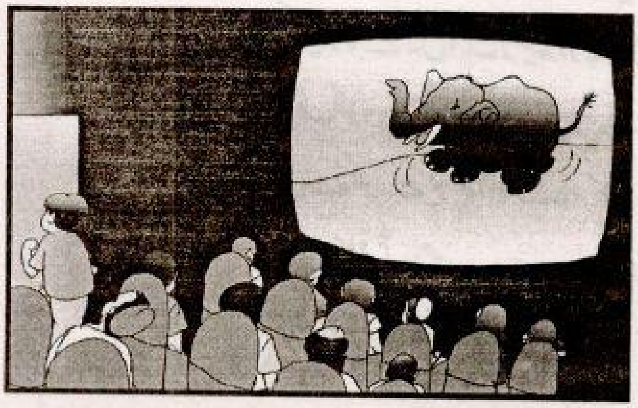

# جنگلی ہاتھی

ایک سنیما ہال میں جنگلی ہاتھی نام کی فلم چل رہی تھی۔

فلم میں ہاتھی پاگل ہوگیا۔ پاگل ہوکر اُس نے ہر طرف توڑ پھوڑ مچانا شروع کردی۔ یہ دیکھ کر سامنے کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جمّن میاں سیٹ چھوڑ کر بھاگے۔ گیٹ پر کھڑے دربان نے اُن سے پوچھا ارے میاں پاگلوں کی طرح کیوں بھاگ رہے ہو؟ سنیما تو ابھی شروع ہی ہوا ہے۔

جمّن میاں نے کہا ارے دیکھتے نہیں، ہاتھی پاگل ہوگیا ہے۔ اُس نے اگر ایک پاؤں بھی بڑھا دیا تو میری چٹنی بن جائے گی۔

دربان نے جمّن میاں سے مُسکراتے ہوئے کہا ارے بھائی یہ سنیما کا ہاتھی ہے۔ یہ بھلا پردے سے باہر کیسے آئے گا۔

جمّن میاں نے ڈر سے کانپتے ہوئے کہا۔ بھائی میرے یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ سینما کا ہاتھی ہے مگر ہاتھی کو یہ بات معلوم تھوڑے ہی ہے۔

-☆-

# گرمی کا سماں

مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ — بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ
بجے بارہ تو سورج سر پہ آیا — ہوا پیڑوں تلے پوشیدہ سایہ
چلی لؤ اور تڑاقے کی پڑی دھوپ — لپٹ ہے آگ کی گویا کڑی دھوپ
زمیں ہے یا کوئی جلتا توا ہے — کوئی شعلہ ہے یا پچھوا ہوا ہے
درودیوار ہیں گرمی سے تپتے — بنی آدم ہیں مچھلی سے تڑپتے
پرندے اُڑ کے ہیں پانی پہ گرتے — چرندے بھی ہیں گھبرائے سے پھرتے
درندے چھپ گئے ہیں جھاڑیوں میں — مگر ڈوبے پڑے ہیں کھاڑیوں میں
نہ پوچھو کچھ غریبوں کے مکاں کا — زمیں کا فرش ہے چھت آسماں کا

نہ پنکھا ہے، نہ ٹٹی ہے نہ کمرہ    ذرا سی جھونپڑی محنت کا ثمرہ
امیروں کو مبارک ہو حویلی
غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی

اسمٰعیل میرٹھی

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | معنی |
|---|---|
| پوشیدہ - | چھپا ہوا |
| شعلہ - | آگ کی لپٹیں |
| پچھوا ہوا - | پچھم کی طرف سے چلنے والی ہوا |
| بنی آدم - | آدم کی اولاد یعنی انسان |
| ثمرہ - | پھل |
| بیلی - | محافظ، نگہبان |
| نگر - | مگرمچھ، گھڑیال |

## غور کرنے کی باتیں:

آپ نے اس نظم میں پڑھا کہ مئی کا مہینہ آتے ہی گرمی کا موسم شباب پر آجاتا ہے۔ کڑی دھوپ اور لو سے چرند و پرند سب پریشان رہتے ہیں۔ امیر تو حویلی میں محفوظ ہوتے ہیں مگر غریب بغیر پنکھے، چھت اور کمرے کے زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔ اللہ ہی اس شدید گرمی میں ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔

## سوچیے اور بتائیے:

۱۔ مئی کے مہینے میں گرمی کا کیا حال ہوتا ہے؟
۲۔ گرمی کے موسم میں چرند و پرند کہاں چھپ جاتے ہیں؟
۳۔ گرمی کے موسم میں غریبوں کو کیا پریشانیاں ہوتی ہیں؟
۴۔ گرمی سے در و دیوار کب تپنے لگتے ہیں؟

## خالی جگہوں کو دیئے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

۱۔ بارہ بجے سورج.......... پر آجاتا ہے (سر/ در)
۲۔ بنی آدم.......... کی طرح تڑپتے ہیں (مچھلی/ درندے)
۳۔ غریبوں کا اللہ.......... ہے (مالی/ ربیلی)
۴۔ گرمی سے درندے...... میں چھپ جاتے ہیں (جھاڑیوں/ پانیوں)

## نیچے لکھے الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے ''گرمی کے موسم'' پر ایک اقتباس لکھیے:

محنت سایہ دھوپ پسینہ حویلی کمرہ

# بیگم حضرت محل

ہندستان کی پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی۔ انگریزوں کی غُلامی سے اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لیے مَردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی میدانِ جنگ میں آگئی تھیں۔ ہندستان کی ان بہادُر عورتوں میں سے ایک کا نام بیگم حضرت محل تھا۔

بیگم حضرت محل اودھ کے آخری نواب واجد علی شاہ کی بیگم تھیں۔ وہ فیض آباد کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ماں باپ نے ان کا نام اُمراؤ رکھا۔ ان کا بچپن فیض آباد میں گزرا۔ جب وہ لکھنؤ آئیں تو واجد علی شاہ کی بیگم بنیں۔ واجد علی شاہ اودھ کے تخت پر بیٹھے تو انھوں نے اپنی چہیتی بیگم کو ''حضرت محل صاحبہ'' کا خِطاب دیا اور ان کے بیٹے برجیس قدر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

انگریزوں نے ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ کمپنی حکومت کے کاموں میں دخل دینے لگی۔ ہر ریاست میں اُن کا ایک نمائندہ رہتا تھا۔ اودھ میں حکومت کا سارا اِنتظام دھیرے دھیرے کمپنی کے نُمائندے نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ آخرکار کمپنی کی حکومت نے واجد علی شاہ کو تخت سے اتار کر کلکتہ میں نظر بند کر دیا اور اَودھ پر پورا قبضہ کرلیا۔

اُس وقت اودھ میں ایسے بلند حوصلہ لوگ بہت کم تھے جو کمپنی کے خلاف اٹھتے اور بادشاہت کو

# آؤ! ہم ماحول بچائیں

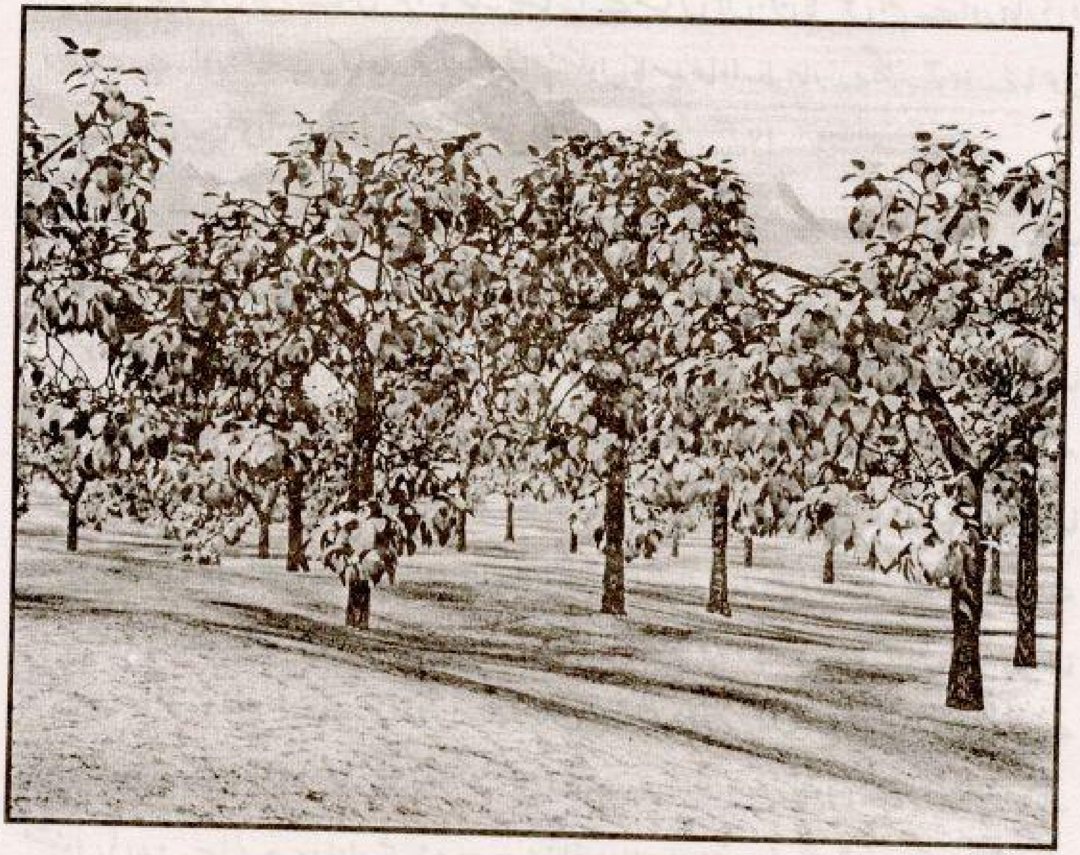

ایک عام آدمی کی نظر میں ماحولیاتی مسئلہ بھی ایک ”سائنسی مسئلہ“ ہے، جس پر سائنس داں بحث کرتے رہتے ہیں۔ اُس کے خیال میں یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس میں عام آدمی دلچسپی لے یا جس پر غور وفکر کیا جائے۔ لیکن ذرا بتائیے کہ کیا ہم کو اس بات کی فکر نہیں ہے کہ آج کل کینسر کا مَرض اتنی

نیچے الفاظ کے دو، دو ہم معنی لفظ تلاش کیجیے اور سامنے دی گئی خالی جگہ میں لکھیے:

پوشیدہ .................... ....................

آگ .................... ....................

گرمی .................... ....................

آسان .................... ....................

امید .................... ....................

مصرعوں کو مکمل کیجیے:

درودیوار ہیں.....................سے تپتے

بنی آدم ہیں.....................سے تڑپتے

امیروں کو.....................ہو حویلی

غریبوں کا بھی ہے.....................بیلی

## خود سے کرنے کے لیے

اپنے دوست کو خط لکھ کر 'بہار کی گرمی' میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیجیے۔

-☆-

کھود کر بنجر بنادی گئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئی نئی ترقیات ہوتی گئیں اور انسانی زندگی پر مشینوں کی گرفت بڑھتی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو قدرتی توازن اس دنیا میں رہنے والوں کے درمیان تھا، وہ برباد ہو گیا۔

انسان کے ارد گرد اُس کے اہم ترین ساتھی زمین، ہوا، پانی، جنگلات اور دیگر جاندار ہیں۔ یہی اُس کا ماحول کہلاتے ہیں۔ ان سبھی کا آپس میں ایک دوسرے سے تعلّق بھی ہے۔ اگر زمین خراب ہوگئی تو انسان اس سے متاثر ہوگا اور اگر انسان کا رویہ زمین کے تئیں بگڑے گا تو زمین خراب ہوگی۔ انسان کی بڑھتی ہوئی آبادی اور مشینی دور کی آمد نے اِس آپسی تعلّق کو تہس نہس کر دیا۔ کارخانوں اور فیکٹریوں نے نہ صرف یہ کہ کچے مال کی شکل میں قدرتی وسائل کو بے تحاشہ استعمال کیا۔ بلکہ ان سے نکلنے والے زہریلے مادوں نے ہوا، پانی، اور زمین کو زہریلا کرنا شروع کر دیا۔ کارخانوں کی چمنیوں اور موٹر گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں اور گیسوں نے ہوا کو آلودہ کر دیا۔ جب فیکٹریاں اور گاڑیاں کم تھیں تو فضا میں کم گیسیں خارج ہوتی تھیں اور یہ تھوڑی سی مقدار بہت جلد ہوا میں گھل مل کر اتنی ہلکی ہو جاتی تھی کہ اس کا زہریلا پن ختم ہو جاتا تھا۔ لیکن اب صورت حال مختلف ہے۔ اب اتنی زیادہ مقدار میں یہ گیسیں ہوا میں خارج ہوتی ہیں کہ ان کا پھیلنا اور تحلیل ہونا ناممکن ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ تمام زہریلی گیسیں خطرناک حد تک ہوا میں جمع ہو رہی ہیں۔ شہری اور صنعتی علاقوں کے اوپر یہ گیسیں ایک غِلاف کے مانند چھائی رہتی ہیں۔ ایسی ہوا میں جب ہم لوگ سانس لیتے ہیں تو یہ سب کیمیائی مادّے ہمارے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہمارے کارخانوں اور موٹر گاڑیوں سے خارج ہونے والی گیسوں میں زیادہ مقدار کاربن مونو آکسائیڈ گیس کی ہوتی ہے۔ ان سبھی گیسوں کی زیادتی ہمارے قدرتی ماحول کے لیے مُضر ہے ان میں سے کچھ گیسیں تیزاب کی شکل میں زمین پر واپس آتی ہیں۔ ایسی بارش کو ''تیزابی بارش'' کہا جاتا ہے اور کئی ممالک کو ان بارشوں کا تجربہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ تیزابی بارش کی سب سے اہم وجہ سلفر ڈائی آکسائیڈ گیس ہے۔ فضا میں اس گیس کی زیادتی خطرے کی

شدّت کیوں اختیار کرگیا ہے۔ دل کے امراض کیوں عام ہو رہے ہیں، لوگوں کو سانس کی تکلیف کیوں ہو رہی ہے۔ موسموں کا چلن کیوں بگڑ گیا ہے؟ برسات کی وہ رُتیں اور جھڑیاں کیوں ختم ہوگئی ہیں؟ دریاؤں کا پانی گدلا اور کنوؤں کا پانی زہریلا کیوں ہوگیا ہے؟ تازہ ہوا کے وہ جھونکے کہاں چلے گئے جو روح کو شاد کر جایا کرتے تھے۔ موتی کی طرح شفاف پانی کے وہ قدرتی چشمے کہاں کھو گئے ؟جن کی تہہ کا حال اوپر سے ہی نظر آتا تھا۔ یقیناً یہ ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق ہم سے اور ہماری فنا و بقا سے ہے۔ اور اگر اب یہ کہا جائے کہ اِن تمام مسئلوں کا سیدھا واسطہ ہمارے بگڑتے ہوئے ماحول سے ہے تو کیا اب بھی آپ ماحولیاتی مسئلے کو محض سائنسی مسئلہ کہیں گے؟!

قدرت نے دنیا کی ہر چیز کو ضرورت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے۔ یہاں پر ایک چیز دوسری چیز کو کسی نہ کسی طرح متاثر کرتی ہے۔ اس آپسی تعلق کو سمجھنے اور سمجھانے کا نام ''ماحولیاتی سائنس'' ہے۔ زمانہ قدیم میں انسان اس تعلق سے نہ صرف بخوبی واقف تھا بلکہ اس کی زندگی ان قدرتی وسائل کے گرد گھومتی تھی۔ وہ پانی کے ذخیروں کے پاس بستیاں قائم کرتا تھا تا کہ قدرتی پانی اسے حاصل ہوتا رہے۔ جنگلات سے وہ لکڑی، چارہ اور غذا حاصل کرتا تھا۔ زمین وسیع تھی اور آبادیاں کم تھیں۔ اُن پر دباؤ بڑھا اور ان کے لئے آپس میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ کسی مُلک کے زرخیز علاقوں نے وہاں حملہ آوروں کو بلا لیا تو کسی ملک کے جانور و چراگاہیں دُشمن کی نظروں میں آگئیں۔ طاقتور قومیں اور ملک کمزوروں کے وسائل پر قابض ہو کر انہیں بے دریغ استعمال کرنے لگے۔ قدرتی وسائل پر دوسرا حملہ یوں ہوا کہ صنعتی انقلاب نے انسان کو مشینوں سے روشناس کرایا۔ مشینوں کی مدد سے اگرچہ پیداوار میں زبردست اِضافہ ہوا اور ایسا ضروری بھی تھا کیوں کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات بڑھتی جارہی تھیں۔ لیکن اس اضافے نے کچے مال کی مانگ اور بھی بڑھا دی۔ جہاں کاغذ بنانے کے کارخانے لگے، وہ علاقے جنگلات سے پاک ہوگئے۔ کیونکہ تمام لکڑیاں کاغذ بنانے کی نذر ہوگئیں۔ جہاں کسی دھات سازی کا کام ہوا تو وہاں کان اتنی کھودی گئی کہ تمام زمین کھود

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| خام | - | کچا |
| دھات سازی | - | دھات بنانا |
| کان کنی | - | کان کھودنا |
| مکین | - | مکان میں رہنے والا |
| تحلیل ہونا | - | گھل جانا، حل ہو جانا |
| کثافت | - | گندگی، میل کچیل |
| آلودگی | - | گندگی |
| شاد | - | خوش |
| خارج ہونا | - | باہر نکلنا |
| مضر | - | نقصان دہ |

**غور کرنے کی باتیں:**

اس مضمون میں ہمارے سماج کے ایک اہم مسئلے پر گفتگو کی گئی ہے۔ آج جانے یا انجانے ہم اپنے ماحول کو بگاڑ رہے ہیں اور اپنے لئے بہت سے خطرات پیدا کر رہے ہیں مگر ہم میں سے اکثر اس سے بے خبر ہیں۔ اپنے ماحول کو بچانے کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا اور ایسے کام کرنے ہوں گے جن سے ہمارا معاشرہ صاف ستھرا اور صحت مند رہے۔

گھنٹی ہے۔ کیونکہ تیزابی بارشیں نہ صرف یہ کہ پیڑ پودوں اور جانداروں کونقصان پہنچاتی ہیں بلکہ ان سے عمارتیں اور دیگر سامان بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔

موٹر گاڑیوں سے نکلنے والی کثافت نے ہوا کو متاثر کیا ہے تو کارخانوں کی آلودگی ہوا کے علاوہ پانی اور زمین کو بھی خراب کرتی ہے۔ جب کارخانے کم تھے تو ان کی آلودگی پانی میں تحلیل ہوجاتی تھی لیکن جیسے جیسے کارخانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا پانی میں آلودگی بڑھتی گئی۔ آج یہ حال ہے کہ کسی بھی دریا کو ہم پوری طرح صاف اور صحت مند نہیں کہہ سکتے۔ کسی کا پانی سڑ رہا ہے تو کسی کا پانی رنگین ہوگیا ہے۔ کسی میں کچرا بہت ہے تو کسی کے پانی میں تیزابیت اتنی ہے کہ اس میں رہنے والے سبھی جاندار ہلاک ہوچکے ہیں۔

ہوا اور پانی کی گندگی کو قابو میں رکھنے کے لئے قدرت نے بڑا اچھا انتظام کر رکھا ہے۔ زمین کے سینے پر پھیلے ہوئے جنگلات یہ کام بخوبی انجام دیتے ہیں۔ ہوا کی آلودگی کو درخت اور دیگر پودے جذب کرلیتے ہیں اور ان سے خارج ہونے والی آکسیجن گیس ہوا کے زہریلے پن کو بھی کم کردیتی ہے۔ تاہم افسوس کی بات یہ ہے کہ جنگلات بھی انسان کی دسترس سے محفوظ نہ رہے۔ کہیں پر رہائش کے لیے جنگلات کو صاف کیا گیا تو کہیں کھیتی باڑی کے لئے جنگلات کاٹے گئے یا پھر کارخانوں اور فیکٹریوں کو قائم کرنے کے لئے جنگلات کو ختم کیا گیا۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین کا یہ ہرا غلاف اترنے لگا جس کی وجہ سے آلودگی میں مزید اضافہ ہوا ہے............ بھلا ہم میں سے کون ہے جسے اپنی صحت عزیز نہ ہو؟ تو پھر یہ بے حسی کیسی ہے۔ ہم کیوں انتظار کریں کہ جب چیکنگ اور چالان شروع ہوں تبھی اپنی گاڑیوں اور کارخانوں کو دُرست کریں۔ اگر ہم کو اپنی صحت پیاری ہے اور اپنے آس پاس کی فضا صحت مند رکھنی ہے تو ہمیں یہ بے حسی اور لاپروائی چھوڑنی ہوگی۔ ورنہ یقین کریں کہ ہم اپنے آس پاس ایسی زہریلی فضا اور ماحول پیدا کردیں گے جس میں ہم کبھی مُسکرا نہ سکیں گے اور شاید اگلی نسل کی مُسکراہٹ تو دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ (ماخوذ)

ان سوالوں کے جواب دیجیے:

۱۔ ''صنعتی انقلاب'' سے ہمارے قدرتی وسائل کس طرح متاثر ہوئے ہیں؟ تفصیل سے سمجھایئے۔

۲۔ ''تیزابی بارش'' کسے کہتے ہیں؟ اس کے اسباب پر روشنی ڈالیے؟

۳۔ ہمارے کارخانوں اور موٹر گاڑیوں سے زیادہ تر کون سی گیسیں خارج ہوتی ہیں؟

مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد (الٹا) بتایئے:

قدیم شاد راحت زرخیز خارج مضر

نیچے لکھے ادھورے جملوں کو ان کے ساتھ دیے گئے الفاظ کی ضد سے مکمل کیجیے:

قدیم شاد راحت زرخیز خارج مضر

۱۔ گوتم بدھ پارک ............ طرز تعمیر کا نمونہ ہے۔

۲۔ ناکامی انسان کے دل کو ............ کرتی ہے۔

۳۔ اس کی بدسلوکی نے مجھے بہت ............ دی۔

۴۔ ریگستان کی زمین ............ ہوتی ہے۔

۵۔ وہ پچھلے دروازے سے ............ ہوا۔

۶۔ تازہ ہوا صحت کے لیے ............ ہوتی ہے۔

خود سے کرنے کے لیے

اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر لوگوں کو پیڑ پودے لگانے، آلودگی کم کرنے، گاڑیوں اور کارخانوں کی زہریلی گیسوں کو دور کرنے کے لئے تاکید کیجیے۔ اور ایک پوسٹر بنایئے جس پر مختلف رنگوں سے لکھیے:

''آؤ ہم ماحول سجائیں بچوں کی مُسکان بچائیں''

-☆-

آ رہا ہوں۔ وہاں ایک نئی بستی بسائی جا رہی ہے اور لوگوں کو مُفت زمین دی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی چاہے تو زیادہ زمین خرید بھی سکتا ہے۔ نچوم کے تو دل کی مُراد بر آئی۔ وہ اپنی زمین اور مکان بیچ کے وہاں چلا گیا اور سرکار سے ملنے والی زمین کے علاوہ مزید زمین خرید کر ایک بڑی زمین کا مالک ہو گیا۔ اُس نے گاؤں کی بوڑھی عورت کو بقایا رقم بھی ادا کر دی۔

نئی جگہ پر نچوم کی دوستی نئے لوگوں سے ہوئی۔ ان میں سے کئی ایسے تھے جن کے پاس نچوم سے زیادہ زمین تھی۔ چنانچہ اُسے اپنی زمین پھر چھوٹی لگنے لگی۔ ایک دن ایک تاجر سے نچوم کی ملاقات ہوئی۔ وہ تاجر مختلف علاقوں میں جا جا کر اپنا مال بیچتا تھا۔ اس نے نچوم کو بتایا ''یہاں سے دُور باشکروں کے علاقے میں زمین بہت سستی ہے۔ باشکروں کے پاس زمین بے حساب ہے، مگر وہ کھیتی باڑی کرنا نہیں جانتے۔ مویشی پالتے ہیں اس لئے زمین بہت سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔ یہ لوگ بہت سیدھے سادے ہیں۔ اگر ان کے لئے تحفے لے جاؤ تو وہ اور خوش ہو جائیں گے۔''

یہ سن کر نچوم کی باچھیں کھِل گئیں اور وہ وہاں کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس نے بہت سے تُحفے تحائف خریدے اور ایک نوکر کو ساتھ لے کر باشکروں کے علاقے کی طرف چل پڑا۔ سات دن اور سات رات کا سفر طے کرنے کے بعد ان کی گھوڑا گاڑی باشکروں کے علاقے میں پہنچ گئی۔ تحفے پا کر باشکر بہت خوش ہوئے اور نچوم کا شکریہ ادا کر کے پوچھا ''ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟''

''میں آپ کی کچھ زمین خریدنا چاہتا ہوں۔'' نچوم نے کہا۔

''ہمارے پاس بہت زمین ہے۔ آپ جتنی اور جدھر کی زمین چاہیں پسند کر لیں۔'' ایک لمبے قد کا نوجوان جو کھال کی ٹوپی پہنے ہوئے تھا، بولا۔ یہ باشکروں کا سردار تھا۔

''زمین کی قیمت؟'' نچوم نے سوال کیا۔

''ایک دن کے ایک ہزار روبل!'' سردار نے جواب دیا۔

''میں سمجھا نہیں۔'' نچوم نے کہا۔

روسی کہانی

# دوگز زمین

بہت دن ہوئے روس کے ایک گاؤں میں ایک کسان رہتا تھا نچوم۔ اس کو اس بات کا غم کھائے جاتا تھا کہ وہ ایک بڑی زمین کا مالک نہیں ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ اُس کے پاس اتنی زمین ہو کہ کوئی کسان اُس کی برابری نہ کر سکے۔ اُسی گاؤں میں ایک بوڑھی عورت رہتی تھی جو کافی زمین کی مالک تھی۔ اس نے اپنی زمین بیچنے کا اِرادہ کیا۔ گاؤں کے بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق زمین کے چھوٹے بڑے ٹکڑے خرید لئے۔ نچوم بھی زمین خریدنا چاہتا تھا مگر اُس کے پاس رَقم کم تھی۔ آخر زمین کی مالکن اس پر راضی ہوگئی کہ بقیہ رقم وہ سال بھر کے بعد ادا کرے۔ اِس طرح نچوم نے بھی تھوڑی زمین خرید لی۔ اب اُس کے پاس پہلے سے زیادہ زمین تھی، مگر اس کے دِل کو اطمینان نہ تھا۔ اس کا جی چاہتا تھا کہ وہ ایک بڑا زمیندار بنے۔

ایک دن نچوم اپنے صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک مُسافر اُدھر سے گُزرا۔ نچوم نے اسے آواز دی اور پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔ مسافر نے بتایا کہ میں والگا ندی کے اُس پار ایک زمین دیکھ کر

اور پھر ٹوپی زمین پر رکھ دی۔

چنانچہ ادھر سورج نے مشرق سے جھانکا اور اُدھر نجوم نے اپنا پہلا قدم اٹھایا۔ اُس کے پیچھے پیچھے کئی باشکر زمین میں کھونٹیاں گاڑتے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً پانچ کلومیٹر تک وہ ایک ہی رفتار سے چلتا رہا۔ نہ بہت تیز نہ بہت آہستہ۔ اِتنی دُور چلنے کے بعد اُس کے جسم میں گرمی آگئی۔ اس نے اپنی واسکٹ کے بٹن کھول دئے اور ذرا تیز چلنے لگا۔ کوئی پانچ میل اور چلنے کے بعد اسے تھکن محسوس ہونے لگی۔ سورج بھی اب کافی اوپر آگیا تھا۔ اور اس کی کرنیں آنکھوں میں چُبھنے لگی تھیں۔ نجوم نے سوچا کوئی پانچ میل سیدھا چلنے کے بعد وہ بائیں طرف مڑ جائے گا۔ اور سورج کے اوپر آتے ہی واپسی کا سفر شروع کر دے گا۔ مگر وہ جتنا آگے بڑھتا جاتا تھا، اتنی ہی ہریالی اور اُونچی گھاس اسے نظر آتی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آگے کی زمین زیادہ زرخیز ہے۔ وہ لالچ میں آکر بڑھتا گیا اور بائیں طرف مُڑنا ہی بھول گیا۔

نجوم جتنا آگے بڑھتا جاتا تھا، اُتنی ہی اچھی زمین اس کے پیروں تلے آتی جاتی تھی۔ اور زیادہ سے زیادہ زمین حاصل کرنے کی اس کی ہَوس بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی رفتار اور بھی بڑھا دیتا تھا۔ اچانک اس کی نظر اپنے سائے پر پڑی جو اُس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ اِس کا مطلب تھا کہ سورج مغرب کی طرف ڈھل چکا تھا، لیکن وہ واپس مڑنے کے بجائے بائیں طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ اب ٹیلے کی طرف مُڑنا چاہئے مگر زمین کے لالچ نے اسے مڑنے نہ دیا اور وہ آگے بڑھتا ہی گیا۔

سورج ڈوبنے میں اب زیادہ دیر نہ تھی مگر اب تک اسے ٹیلہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اُس کی سانس لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ حلق میں پیاس سے کانٹے پڑ گئے تھے۔ تھکن سے دَم نکل رہا تھا۔ مگر وہ دوڑتا گیا، دوڑتا گیا۔ ڈوبتے سورج کی کرنیں اُس کی آنکھوں میں چُبھنے لگیں اور سامنے کا منظر دھندلا سا ہو گیا۔

''مطلب یہ کہ ایک دن جتنی زمین کے اطراف آپ چکر لگالیں گے وہ ایک ہزار روبل میں آپ کی ہوجائے گی۔'' سردار نے جواب دیا۔

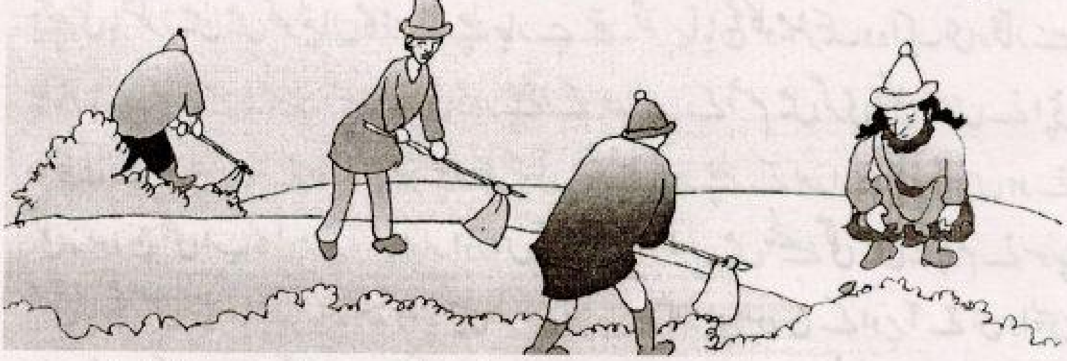

''ایک دن میں تو آدمی بہت بڑی زمین کے گرد چکر لگا سکتا ہے۔'' نجوم نے خوش ہوکر کہا۔

سَردار نے جواب دیا'' جی ہاں! مگر شرط یہ ہے کہ جس جگہ سے آپ سورج نکلتے ہی چلنا شروع کردیں گے، اسی جگہ سورج ڈوبنے سے پہلے آپ کو پہنچنا ہوگا۔ اگر آپ پہنچ گئے تو جتنا بڑا چکّر آپ لگالیں گے اُس کے اَندر کی ساری زمین آپ کی ہوگی اور نہ پہنچ پائے تو نہ ہی زمین ملے گی اور نہ ہی آپ کی رَقم واپس ہوگی۔''

نجوم نے پہلے ہی سے طے کرلیا تھا کہ مشرِق سے اُبھرتے ہوئے سورج کی طرَف چلنا شرُوع کردے گا، دوپہر سے پہلے بائیں کو گھوم جائے گا اور چکّر لگاتا ہوا شام سے پہلے لوٹ کر ٹیلے پر پہنچ جائے گا۔

بھلا نجوم کو اس میں کیا اعتراض ہوسکتا تھا اُس نے فوراً یہ شرط مان لی۔ رات زیادہ ہوچکی تھی نجوم سونے کے لئے چلا گیا۔ سورج کی پہلی کِرن کے ساتھ اُس کو اپنا سفر شروع کرنا تھا۔ اس نے جَلدی سے مُلازِم کو جگایا، تیزی سے تیار ہوا اور فوراً سردار کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔

سب باشکر وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ ناشتہ کرکے سورج نکلنے سے پہلے ہی ٹیلے پر جمع ہوگئے۔ نجوم کو یہیں سے اپنا سفر شروع کرنا تھا۔ سردار نے اُس سے ایک ہزار روبل لے کر اپنی ٹوپی میں ڈالے

سوچیے اور بتایئے:

۱۔ ہمیں اپنے ماحول کو بچانے کے لئے کیا کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

۲۔ ماحول بچانا کیا صرف سائنسدانوں ہی کا کام ہے یا ہر شہری کا؟ مختصراً بتایئے؟

۳۔ ہمارے ماحول کو کون کون سی چیزیں آلودہ کر رہی ہیں؟

خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

۱۔ انسان کے اردگرد اس کے اہم ترین.........زمین، ہوا اور پانی ہیں۔
(ساتھی / دشمن)

۲۔ ماحولیاتی مسئلہ بھی ایک.............. ہے (خانگی مسئلہ / سائنسی مسئلہ)

۳۔ بچوں کی..........بچائیں۔ (مسکان / امکان)

نیچے لکھے ہوئے جملوں کو غور سے پڑھیں:

- ان پر دباؤ بڑھا۔
- آپس میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔

اوپر دی گئی مثالوں میں فاعل موجود نہیں ہے۔ ایسا جملہ جس میں صرف وہ چیز یا شخص معلوم ہو جس پر اثر ہوا ہے اور کام کرنے والا (فاعل) نہ معلوم ہو تو اسے مجہول کہتے ہیں۔ جیسے خط سنایا گیا۔ یہاں سنانے والا یعنی فاعل نامعلوم ہے اس لیے اسے مجہول کہتے ہیں۔ فعل مجہول کی کم سے کم تین مثالیں اپنی کتاب سے تلاش کر کے لکھیے۔

ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

صحت فضا گیس توازن مشین مکین

مندرجہ ذیل الفاظ سے مذکر اور مونث الفاظ تلاش کر کے جملوں میں استعمال کیجیے:

مرض مسئلہ بحث فکر تکلیف وسیلہ

اب اسے ٹیلہ نظر آنے لگا تھا۔ سورج ٹیلے کے پیچھے چلا گیا تھا۔ اِس لئے وہ ٹیلے پر کھڑے ہوئے لوگوں کے دھندلے سایے دیکھ سکتا تھا۔ وہ لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر اسے بلا رہے تھے۔ لیکن ان کی آوازیں اس کے کانوں میں نہیں پہنچ رہی تھیں، کیونکہ ابھی کافی فاصلہ باقی تھا۔

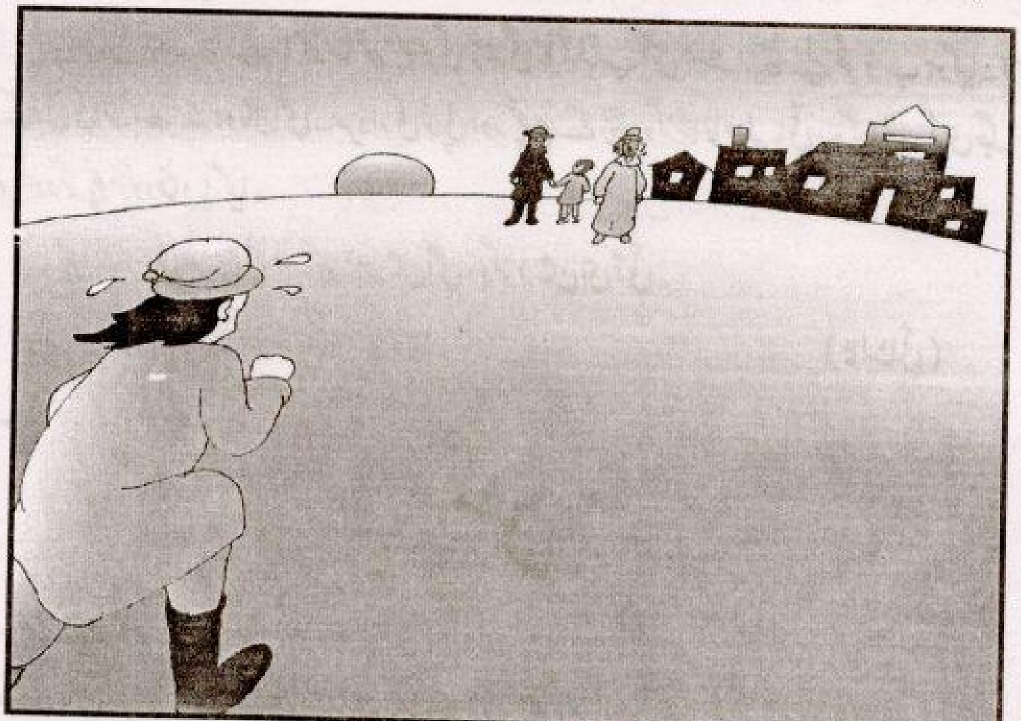

نجوم نے اپنی رفتار اور بھی تیز کردی۔ جیسے جیسے ٹیلہ نزدیک آتا گیا اُس کی جدّ وجہد بھی تیز ہوتی گئی لیکن اب پیر اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ اُن سے خون رسنے لگا تھا۔ کانوں میں سیٹیاں سی بجنے لگی تھیں۔ دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ دم پھولنے لگا تھا اور جسم پسینے میں شرابور تھا۔ مگر وہ رک نہیں سکتا تھا۔ اسے ایک بہت بڑی زمین کا مالک جو بننا تھا۔

کسی نہ کسی طرح وہ ٹیلے کے قریب پہنچ گیا۔ لوگ اُس کی ہمت بڑھا رہے تھے ''اور تیز اور تیز!'' کی آوازیں اُس کے کانوں میں گونجنے لگیں۔ وہ ٹیلے پر چڑھنے لگا۔ سردار کی ٹوپی اُسے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ پھر وہ جان توڑ کر دوڑنے لگا۔ لیکن تیزی سے ٹیلے پر چڑھنا آسان نہ تھا۔ وہ

صرف پڑھنے کے لیے

# ہم بادل کہلاتے ہیں

زور کی گرمی جب پڑتی ہے
ہند مہا ساگر سے اُٹھ کر بھارت پہ چھا جاتے ہیں
تیز چلا کر اپنے پنکھے گرمی دور بھگاتے ہیں
ساری رت بدلاتے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی مست ہوائیں، دامن میں بھر لاتے ہیں

ہم بادل کہلاتے ہیں

بادل بننے سے پہلے ہم پانی ہی کہلاتے ہیں
جب ہم پر پڑتی ہیں کرنیں، ہم بادل بن جاتے ہیں
بادل بن کر جب اڑتے ہیں پربت سے ٹکراتے ہیں
ہم بارش لے آتے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی مست ہوائیں دامن میں بھر لاتے ہیں
ہم بادل کہلاتے ہیں
جب ہم آ کر ہندوستان کی دھرتی پر چھا جاتے ہیں
اپنے اپنے کھیتوں میں ہل والے ہل لے آتے ہیں
ہل وہ چلاتے ہیں جب اپنا، ہم پانی برساتے ہیں
مل کر اناج اگاتے ہیں
ٹھنڈی ٹھنڈی مست ہوائیں دامن میں بھر لاتے ہیں
ہم بادل کہلاتے ہیں

جگن ناتھ آزاد

-☆-

| | | |
|---|---|---|
| باشکر | - | روس کے ایک قبیلے کا نام جو مویشی پالتا ہے۔ |
| مویشی | - | پالتو جانور، وہ چوپائے جن سے کھیتی باڑی کے کاموں میں مدد لی جاتی ہے۔ |
| زرخیز زمین | - | اُپجاؤ زمین، وہ زمین جس میں پیداوار زیادہ ہو۔ |
| روبل | - | روسی سکہ |
| اعتراض | - | بات کاٹنا، رائے سے اختلاف کرنا |
| قطار | - | لائن، صف |
| سردار | - | حاکم، افسر |
| ٹیلہ | - | پہاڑی، مٹی کا تودہ |
| واسکٹ | - | بغیر آستین کی جیکٹ |
| بوجھل | - | بھاری |
| ہوَس | - | حرص، زیادہ لالچ |
| غم کھانا (محاورہ) | - | کڑھنا یا اندر ہی اندر دکھ برداشت کرنا |
| حیثیت کے مطابق | - | بساط کے برابر، مقدور بھر، اپنی حالت کے مطابق |
| باچھیں کھلنا (محاورہ) | - | بہت خوش ہونا |
| ہاتھوں ہاتھ لینا (محاورہ) | - | گرمجوشی سے استقبال کرنا |
| جان توڑ کر | - | پوری طاقت لگا کر |
| زندگی کا آفتاب غروب ہونا (محاورہ) | - | مرجانا، زندگی کا سورج ڈوب جانا |
| جدوجہد | - | مسلسل کوشش، لگاتار محنت |

بار بار ٹھوکریں کھا رہا تھا، اُدھر سورج کی کرنیں ٹوپی کے کناروں کو چھو رہی تھیں۔ اچانک نچوم زبردست ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ گرتے گرتے بھی اپنا ہاتھ ٹوپی کی طرف بڑھایا، مگر وہ اُس کی اُنگلیوں سے اب بھی کچھ دور تھی۔

سورج ڈوبنے کے ساتھ ساتھ نچوم کی زندگی کا آفتاب بھی ہمیشہ کے لیے غُروب ہو گیا۔ اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی۔ سردار کی ٹوپی اور نچوم کے بیچ دو گز کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ اُسی جگہ پر قبر کھود کر نچوم کو دفنا دیا گیا۔

ہر انسان کی طرح نچوم کے حصے میں بھی دو گز زمین ہی آئی۔

(ٹالسٹائی)

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| | | |
|---|---|---|
| روس | – | ایک ملک کا نام |
| رقم | – | روپے، پیسے |
| بقیہ | – | باقی بچا ہوا |
| زمیندار | – | زمینوں کا مالک |
| والگا | – | روس کی ایک ندی کا نام |
| مراد بر آنا | – | تمنا پوری ہونا، مقصد پورا ہونا |
| مزید | – | زیادہ |
| بقایا | – | بچا ہوا، باقی، وہ رقم جس کی ادائیگی دوسرے پر واجب ہو۔ |

۲۔ نچوم چاہتا تھا کہ وہ ایک بڑا زمیندار بنے۔
۳۔ باشکروں کے پاس زمین کم تھی۔
۴۔ ہر جھونپڑی کے پیچھے موٹر گاڑیاں بندھی ہوتی تھیں۔
۵۔ میں آپ کی زمین خریدنا چاہتا ہوں۔
۶۔ سردار نے اس سے دو ہزار روبل لے کر اپنی ٹوپی میں ڈالے۔
۷۔ ہمارا ملازم اس ٹوپی کے پاس موجود رہے گا۔
۸۔ دور دور تک ٹیلہ دکھائی نہ دیتا تھا۔
۹۔ لوگ اس کی ہمت گھٹا رہے تھے۔

## خالی جگہ کو بھریئے:

۱۔ نچوم بھی ............ خریدنا چاہتا تھا۔
۲۔ لوگوں کو ............ زمین دی جا رہی ہے۔
۳۔ ایک دن ............ سے نچوم کی ملاقات ہوئی۔
۴۔ ایک دن میں تو آدمی بہت بڑی زمین کے ............ چکر لگا سکتا ہے۔
۵۔ اس کے پیچھے پیچھے کئی ............ زمین میں کھونٹیاں گاڑتے چلے آ رہے تھے۔
۶۔ سورج کی کرنیں اس کی ............ میں چھبنے لگی تھیں۔
۷۔ وہ ............ میں آ کر آگے بڑھتا گیا اور بائیں طرف مڑنا ہی بھول گیا۔
۸۔ اس کی سانس ............ کی طرح چل رہی تھی۔
۹۔ لوگ اس کی ............ بڑھا رہے تھے۔

سوچیے اور بتایئے:

۱۔ نچوم کی کیا خواہش تھی؟

۲۔ مسافر نے نچوم کو کون سی خوش خبری سنائی؟

۳۔ خوش خبری سن کر نچوم نے کیا کیا؟

۴۔ تاجر نے نچوم کو کیا مشورہ دیا؟

۵۔ باشکروں نے نچوم کی کیا تواضع کی؟

۶۔ باشکروں کے سردار نے زمین فروخت کرنے کی کیا شرط رکھی؟

۷۔ نچوم آگے کیوں بڑھتا چلا گیا؟

۸۔ نچوم کا یہ انجام کیوں ہوا؟

۹۔ ''ہر انسان کی طرح نچوم کے حصے میں بھی دو گز زمین ہی آئی'' اس جملے سے آپ کیا نتیجہ نکالتے ہیں؟

## نیچے دیے گئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

غم کھانا   باچھیں کھلنا   ہاتھوں ہاتھ لینا   زندگی کا آفتاب غروب ہونا

واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے:

رقم   تحفے   مطلب   اطراف   شرط   اعتراض   ٹوپی

احساس   منظر   سیٹیاں   انگلیوں   حرکت   کھونٹیاں

## صحیح جملے پر صحیح (✓) اور غلط پر غلط (✗) کا نشان لگایئے:

۱۔ بوڑھی عورت نے اپنی زمین بیچنے کا ارادہ کیا۔

صرف پڑھنے کے لئے

# ہماری خواہش

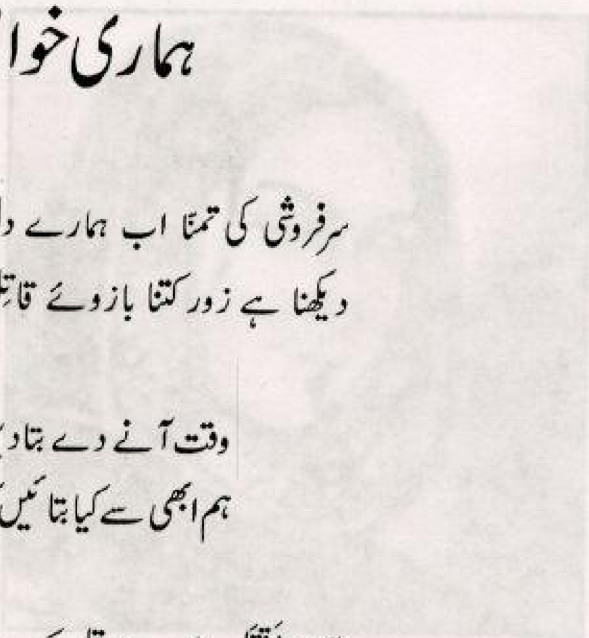

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

وقت آنے دے بتادیں گے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

آج مقتل میں یہ قاتل کہہ رہاہے بار بار
کیاتمنائے شہادت بھی کسی کے دل میں ہے

اب نہ اگلے ولولے ہیں اورنہ ارمانوں کی بھیڑ
ایک مٹ جانے کی حسرت اب دلِ بسملؔ میں ہے

۔بسملؔ عظیم آبادی

-☆-

۱۰۔ سردار کی ٹوپی اور نجوم کے بیچ .................. کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔

☆ سات دن اور سات رات کا سفر طے کر کے ان کی گھوڑا گاڑی باشکروں کے علاقے میں پہنچ گئی۔

اوپر دیئے گئے جملے میں دن اور رات کے ساتھ سات کا عدد ظاہر ہوا ہے۔ ایسا اسم جس کے ساتھ اس کی تعداد معلوم ہو صفت عددی کہلاتا ہے۔ جیسے چوتھا پہر، تیسرا گھر، چھ گھوڑے وغیرہ ۔اس کے علاوہ کئی، چند، بعض، سب، کل، بہت، بہت سے، تھوڑا، تھوڑے، کم، کچھ وغیرہ بھی اسم کی تعداد کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

پانچ ایسے جملے بنایئے جن میں صفت عددی کا استعمال ہوا ہے۔

## ان لفظوں کے متضاد لکھیے :

اطمینان زرخیز موجود بوجھل دھندلا غروب

غور کرنے کی بات :

☆ یہ کہانی روس کے مشہور مصنف ٹالسٹائی کی ہے۔ ٹالسٹائی عالمی شہرت رکھنے والے ادیب تھے۔ اُنھوں نے کئی ناول اور افسانے لکھے ہیں۔ ان کے ناول ''جنگ اور امن'' کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی تحریروں میں اصلاحی پہلو بہت نمایاں ہے۔

☆ اِس کہانی میں 'نجوم' نام کے ایک کردار کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انسان حرص وہوِس میں پھنس کر کس طرح اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے۔

## خود سے کرنے کے لیے

روزمرہ بول چال میں استعمال ہونے والے کچھ محاوروں کی ایک فہرست بنایئے۔

-☆-

واپس لانے کی ہمّت کرتے۔ مگر بیگم حضرت محل چپکی نہیں بیٹھ سکیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور انگریزوں کے خلاف اِعلان جنگ کردیا۔ انگریزی فوج سے مُقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے دہلی کے تاجدار بہادر شاہ ظفر، نانا صاحب پیشوا اور مولوی احمد اللہ شاہ سے مدد مانگی۔ احمد اللہ شاہ کی مدد سے اُنہوں نے گیارہ دن کے اندر اندر اودھ کو اپنے قبضے میں کرلیا۔

بیگم حضرت محل بہت ہی سرگرم خاتون تھیں۔ اُنہوں نے محل کی عورتوں کا ایک فوجی گروہ تیار کیا تھا۔ محل کی لونڈیاں، باندیاں اُن کی نگرانی میں روز قواعِد کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے جاسُوس عورتوں کی بھی ایک جماعت تیار کی تھی۔ ان کی ماتحتی میں اودھ کی بہت سی عورتیں مردانہ لباس پہن کر اور ہتھیار سجا کر جنگ کرتی تھیں۔ بیگم حضرت محل جنگ کے مختلف مورچوں پر عام فوجیوں کے ساتھ شریک ہوکر جنگ کرتی تھیں۔ ان کی موجودگی کی وجہ سے آزادی کے متوالوں کا جوش بڑھتا گیا۔ اس طرح پونے دو برس تک اودھ کی آزادی کی جنگ جاری رہی۔

انگریزی فوج کے جنرل اوٹرم نے پیغام بھجوایا کہ اگر بیگم جنگ روک کر معافی نامہ داخل کردیں تو کمپنی کی طرف سے برجیس قدر کی تخت نشینی پر غور کیا جائے گا۔ غیرت مند اور خوددار بیگم حضرت محل نے انگریزوں کی اس شرط کو ماننے سے انکار کردیا اور جنگ جاری رکھی۔ اسی زمانے میں انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ نے عام اعلان کیا جو حکمراں اور فوجی رہنما معافی مانگ لیں ان کی جان بخشی کی جائےَ گی۔ بیگم حضرت محل نے اپنے سپاہیوں کو جمع کیا اور جوش سے بھری ایک تقریر کی اور کہا ملکہ وکٹوریہ کی بات سے دھوکے میں نہ آئیں۔ آزادی کی جدو جہد جاری رکھیں۔

لیکن قسمت نے بیگم حضرت محل کا ساتھ نہ دیا۔ انگریزوں کے مقابلے میں ہر جگہ ہندوستانیوں کو شِکست ہورہی تھی۔ جنگ آزادی کے سب رہنما ایک ایک کرکے یا تو مارے جاچکے تھے یا گرفتار ہورہے تھے۔ ایسی حالت میں اکیلی حضرت محل کے لیے انگریزوں کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ وہ اپنے کچھ وفادار ساتھیوں کو لے کر لکھنؤ سے نیپال کی طرف روانہ ہوگئیں۔ نیپال کے راجہ نے انگریزوں

کے خلاف بیگم کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ صرف اتنا کیا کہ بیگم حضرت محل اور ان کے بیٹے برجیس قدر کو پناہ دے دی مگر بیگم کے ساتھیوں کو نیپال میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی۔ تھوڑے ہی دن میں وہ سب تتر بتر ہو گئے۔

بیگم حضرت محل کے لکھنؤ چھوڑتے ہی اودھ پر انگریزوں کا پورا قبضہ ہو گیا۔ جلد ہی انگریز سارے ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اس موقع پر بیگم حضرت محل کو بھی معافی کا پَروانہ بھیجا گیا اور کہا گیا کہ وہ فیض آباد، لکھنؤ یا جہاں جی چاہے رہ سکتی ہیں۔ لیکن جس وطن میں آزاد رہ کر زندگی گزاری تھی وہیں جا کر غلامی کی فضا میں سانس لینا بیگم حضرت محل نے پسند نہیں کیا۔ نیپال ہی میں گُمنامی کی زندگی گزار کر اِنتقال کیا۔

نیپال کی راجدھانی کٹھمنڈو کے ایک ویران سے گوشے میں بیگم حضرت محل کی قبر ہے۔ جو دیکھنے والوں کو آج بھی اُس پہلی جنگ آزادی کی کہانی سناتی ہے اور بتاتی ہے کہ مادرِ ہند کی بیٹیاں بھی خودداری، بہادری اور عزم و استقلال میں کسی سے کم نہیں ہوتیں۔ (ماخوذ)

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| | | |
|---|---|---|
| ولی عہد | – | حکومت کا وارث۔ شہزادہ |
| نظر بند کرنا | – | قیدی بنانا۔ نگرانی میں رکھنا |
| مولوی احمد اللہ شاہ | – | ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ایک مجاہد |

| | | |
|---|---|---|
| بہادرشاہ ظفر | - | آخری مغل بادشاہ |
| سرگرم | - | مستعد، پرجوش، مشغول |
| تخت نشینی | - | تخت پر بیٹھنا، بادشاہ ہونا |
| تتر بتر ہونا | - | ادھر ادھر ہونا، بکھر جانا |
| گوشہ | - | کونا |
| مادر | - | ماں |
| عزم | - | ارادہ |
| استقلال | - | مضبوطی سے قائم رہنا |

## غور کرنے کی باتیں:

ہندوستان کی آزادی کے لئے جن لوگوں نے اپنا خون بہایا اور تخت وتاج چھوڑا، اُن میں سے ایک اہم ہستی ''بیگم حضرت محل'' کی ہے۔ اِس سبق سے ہمیں بیگم حضرت محل کے کردار کی بہت سی خوبیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اُس زمانے میں جب عورتوں کو گھر سے نکلنا بھی منع تھا بیگم حضرت محل اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لیے نہ صرف گھر سے باہر نکلیں بلکہ جنگ میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔

## سوچیے اور بتایئے:

ا۔ بیگم حضرت محل کون تھیں؟

۲۔ اودھ کی جنگ آزادی میں عورتوں کا کیا حصہ ہے؟

۳۔ بیگم حضرت محل لکھنؤ چھوڑ کر نیپال کیوں گئیں؟

۴۔ ایسٹ انڈیا کمپنی ہندستان میں کیوں قائم ہوئی تھی؟

واحد الفاظ کی جمع لکھیے:

بیگم خطاب انتظام اعلان عزم قدر

اِن لفظوں کی ''ضد'' لکھیے:

آزادی جنگ بہادر بلند مادر شکست

اِن لفظوں سے جملے بنایئے:

اجازت داخل قبضہ فتح سپاہی معافی

اِن سوالوں کے جواب دیجیے:

ا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے واجد علی شاہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۲۔ اودھ کو آزاد کرانے کے لیے بیگم حضرت محل نے کن لوگوں سے مدد لی؟

۳۔ ایسی دو مثالیں دیجیے جن سے بیگم حضرت محل کی بہادری اور حب الوطنی کا پتہ چلتا ہے۔

خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے بھریئے:

ا۔ ہندستان کی.......... جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی (پہلی/دوسری)

۲۔ واجد علی شاہ نے اپنی..........کو ''حضرت محل'' کا خطاب دیا (بیٹی/بیوی)

۳۔ نیپال کی راجدھانی..........میں بیگم حضرت محل کی قبر ہے (کھٹمنڈو/وراٹ نگر)

۴۔ کمپنی نے واجد علی شاہ کو کلکتہ میں..........کر دیا (کمر بند/نظر بند)

پچھلے سبق میں آپ نے فعل مجہول کے بارے میں جانا۔ یہاں فعل معروف کے متعلق بتایا جارہا ہے۔ فعل معروف وہ ہے جس میں کام کرنے والا یعنی فاعل موجود ہو اور اس کا (فاعل) کا اثر کسی دوسری چیز یا آدمی پر پڑتا ہو جیسے احمد نے نوکر کو مارا۔ یہاں احمد کے کام کا اثر نوکر پر پڑا ہے۔

ایسی ہی دو مثالیں اپنی کتاب سے تلاش کر کے لکھیے۔

## خود سے کرنے کے لیے

پہلی جنگ آزادی کے پانچ شہیدوں کی تصویریں اپنے اسکریپ بک میں جمع کیجیے۔
اور ان کے نام لکھیے۔

بیگم حضرت محل کی طرح ایک بہادر خاتون نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ان کا نام رانی لکشمی بائی تھا۔ لکشمی بائی کی زندگی کے بارے میں دس سطریں لکھیے۔

-☆-

S.S.A. 2015-16 (FREE)



# دادی اماں مان جاؤ

کردار:

| | | |
|---|---|---|
| دادی اماں | - | ایک بزرگ عورت |
| اماں | - | بچوں کی والدہ |
| بنگالن | - | گھر میں کام کرنے والی |
| محمدی | - | پھوپھی |
| ثمینہ | - | گھر کی بچیاں |
| فہمینہ | - | |
| روبینہ | - | |

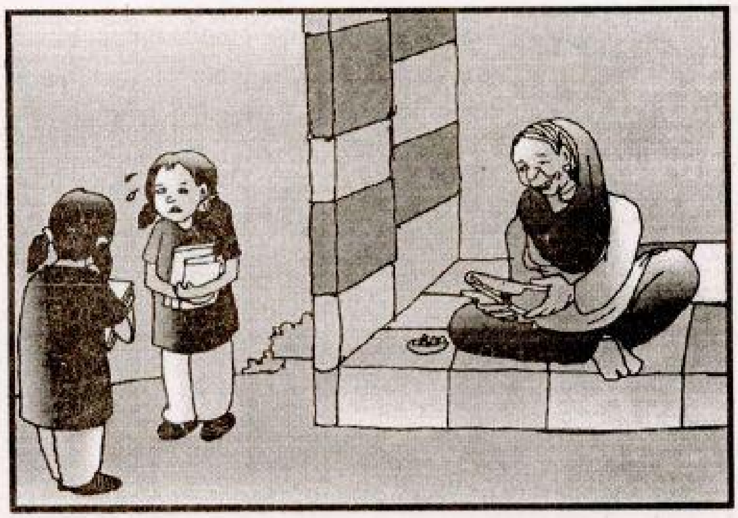

(گھر کا آنگن۔ آنگن کے بعد بڑا سا دالان، دالان کی داہنی دیوار کے سہارے گاؤ تکیے سے ٹکی ہوئی دادی سروتے سے سپاری کاٹ رہی ہیں پان سے بھرا منھ چل رہا ہے۔)

دادی: اری ثمینہ بیٹی دیکھ میری سُپاری ختم ہوگئی ہے ذرا لپک کر نکڑ کی دکان سے ایک روپے

کی سُپاری تو لے آ۔

ثمینہ: دادی تمہیں تو پتہ ہے کہ ابّا

نے میرا دکان پر اور بازار میں جانا بند کر دیا ہے۔ اور پھر ایک روپے کی سپاری بھی

تو نہیں ملتی۔

دادی: اری آگ لگے اس موئی مہنگائی کو۔ فہمینہ کہاں ہے اُسے بھیج، اُسی سے منگوا لیتی ہوں۔

فہمینہ: دادی مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ تم روبینہ سے منگا لو۔

دادی: اری بیٹا روبینہ ذرا نکڑ کی دکان سے ایک روپے کی سپاری لے آ۔

روبینہ: مجھے بھی اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے کسی اور سے منگوا لو...... (اماں سے) اماں!

میری چوٹی باندھ دو نا، دیر ہو رہی ہے۔

دادی: اری کمبخت...... تمہارے باوا نے تینوں کا داخلہ کرا دیا اسکول میں، ایک بھی میرے کام

کی نہیں ہے......... جسے دیکھو اسکول بھاگے جا رہی ہے۔ (غصہ سے) ستیاناس ہو

اس پڑھائی کا۔ اری کیا ملے گا اس پڑھائی سے۔ (تینوں کو گھورتے ہوئے) جسے

دیکھو سکول، سکول، سکول۔

روبینہ: اماں اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں میری چوٹی باندھ دو۔

اماں: دیکھو میں ناشتہ بنا رہی ہوں۔ (آلو چھیلتے ہوئے) ثمینہ تم اُس کی چوٹی باندھ دو۔

دادی: (اماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلہن اب ثمینہ کو بھی گھر بٹھا لو، جب اس کا دکان

پر جانا بند کرا دیا تو سکول سے بھی اٹھا لو۔ اتنی بڑی ہو گئی پھر بھی نہ طریقہ نہ سلیقہ جس گھر

جائے گی ہماری ناک کٹوائے گی۔

ثمینہ: جسے دیکھو میرے ہی پیچھے پڑا ہے.......... ہونہہ ابھی دسویں جماعت میں گئی ہوں۔ ابھی

سے گھر بٹھا لو۔ مجھے گھر بٹھا کر کیا ملے گا؟

(پیچھے کے دروازے سے کام کرنے والی بنگالن داخل ہوتی ہے۔ آنگن میں کپڑوں کا ڈھیر لگا ہے ایک طرف بہت سارے جھوٹے برتن پڑے ہوئے ہیں وہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔)

بنگالن: ام تمہارے گھر کا کام نہ کرے گی۔ اتنی ساری کپڑا اتنی ساری برتن نہ دھوئے گی۔

دادی: یہ بھی سکول کی پڑھی لکھی ہے...... کلے دراز کہیں کی! اری ذرا شکل تو دیکھ لے اپنی آئینہ میں۔

اماں: دھو لے بہن دھولے کپڑے زیادہ نہیں ہیں۔ سب چھوٹے چھوٹے کپڑے ہیں۔

بنگالن: تم روز یہی بولتا کہ چھوٹی چھوٹی کپڑا ہے۔ کوئی چھوٹی کپڑا نہیں اور سب گندہ بھی بہت ہے (ایک گندہ کپڑا اٹھا کر) اس کی تو میل بھی نہیں چھوٹے گی۔

اماں: کبھی کم کپڑے بھی تو ہوتے ہیں آج اگر زیادہ ہو گئے تو کون سی آفت آ گئی۔

روبینہ: اماں اے بی دیکھنا میری چوٹی باندھ دونا۔

اماں: (روبینہ کو دھکا دیتے ہوئے بنگالن سے) اچھا کپڑے وپڑے رہنے دے اس کی چوٹی باندھ دے۔

بنگالن: ادھر آؤ ام تمہارا جوڑا بنائے گی۔ اک دم سُندر سُندر۔

ثمینہ: رہنے دے بنگالن جوڑا بنانے کو۔ روبینہ ادھر آ میں بنا دیتی ہوں تیری چوٹی...... اچھا ایک منٹ رک میں ذرا کپڑے پریس کر کے آتی ہوں۔ پھر بنا دوں گی۔

بنگالن: آج ام دھو لیتی ہے۔ کل سے جاستی کپڑا نہیں دھوئے گی (کپڑے دھونے بیٹھ جاتی ہے۔) کل سے جاستی کپڑا ہوگا تو اوپر سے پیسہ لگے گا ہاں۔

دادی: ہاں ہمارے ہی گھر سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی کرنا۔

اماں: فہمینہ اپنے ابا کو اٹھا دے چائے بن گئی ہے۔

فہمینہ: اماں نہ تو میرے کپڑے پریس ہوئے ہیں اور نہ ابھی تک جوتے پالش ہوئے ہیں ایسے اسکول جاؤں گی تو ہماری پی۔ ٹی میڈم ڈانٹیں گی۔

دادی: اے کون ہے یہ ناس پیٹی؟

فہمینہ: دادی.......... ناس پیٹی نہیں...... ہماری پی ٹی میڈم۔

دادی: (بات کو سمجھتے ہوئے) استانی نہیں کہہ سکتی تھی۔ اے جو تو کہہ رہی ہے اس کا مطلب استانی ہی ہے نا؟

اماں: (مسکراتے ہوئے) اماں اسکولوں میں اب استانی کو میڈم کہتے ہیں۔

دادی: بیڑا غرق ہو تمہارے اسکولوں کا۔ اے بی بند کرو ان کی پڑھائی جب اسکولوں میں استانی نہیں رہی تو پڑھائی کیا خاک ہوتی ہوگی۔ اے میمیں چلی گئیں تو کمبخت میڈ میں آگئیں۔ اری یہ تو قیامت کے آثار ہیں۔

ثمینہ: دادی اب اسکولوں میں میڈم، ٹیچر، ہیڈ مسٹریس اور پرنسپل ہوتے ہیں۔

دادی: کیا اناپ شناپ بک رہی ہے، تیرے منہ میں خاک، اری کیا اسپتالوں کے سے نام لے رہی ہے نامراد۔

ثمینہ: دادی چھوڑو تم تو سروتے، پان اور سپاری کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرو (گاتے ہوئے) اب تم ریٹائر ہو چکی ہو۔

دادی: سنو دلہن آج سے اس موئی بنگالن کی کرو چھٹی اور اس نگوڑی ثمینہ کو بٹھاؤ گھر میں یہ روبینہ کی چوٹی باندھے گی، گھر کے برتن دھوئے گی اور کپڑے بھی دھوئے گی۔ کام کی نہ کاج کی ڈھائی سیر اناج کی۔

ثمینہ: دادی آج صبح صبح تم میرے ہی پیچھے کیوں پڑ گئیں۔ آخر میں نے کون سا گناہ کیا ہے۔

اماں: (ڈانٹتے ہوئے) ثمینہ تو چپ نہیں بیٹھے گی۔

فہمینہ: جیسی دادی ویسی پوتی نہ یہ چپ ہوتی ہیں اور نہ وہ خاموش۔

دادی: (غصہ سے چیختی ہوئی) خاموش (فہمینہ پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا)

فہمینہ: دادی اماں دادی اماں مان جاؤ (گنگناتے ہوئے)

دادی: تو بہت کلے دراز ہوگئی ہے تیرا بھی اسکول جانا بند کرواتی ہوں۔

روبینہ: پھر تو میری چوٹی بننے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

محمدی: (برقع پہنے ہاتھ میں ٹوکری لئے ایک نوجوان عورت گھر میں داخل ہوتی ہے)
السلام علیکم اماں (محمدی دادی کے قریب جا کر بیٹھ جاتی ہے۔)

تینوں بچیاں: پھُپھو آگئیں پھُپھو آگئیں (محمدی کو دیکھ کر خوش ہوتی ہیں)

دادی: وعلیکم السلام (پیار سے) محمدی کی طرف دیکھتے ہوئے۔اری محمدی خیر تو ہے بیٹا صبح ہی صبح کیسے آگئیں؟ اے اکیلی ہی آئی ہو کیا؟

اماں: (اٹھ کر آتی ہیں) اری محمدی بہن صبح ہی صبح کیسے آنا ہوا۔سب خیریت ہے نا؟

محمدی: اسکول کی اچانک چھٹی ہوگئی نا۔

روبینہ: اسکول کی چھٹی ہوگئی! کیوں ہوگئی؟

محمدی: ارے کوئی مرگیا۔

دادی: (چہرے پر خوف طاری کرتے ہوئے) اے کون مرگیا خیر تو ہے بیٹا؟

محمدی: ارے کسی دوسرے ملک کا کوئی بڑا آدمی مرگیا اس لئے آج سارے اسکولوں کی چھٹی ہوگئی۔

دادی: اے میرا تو دل دھڑک گیا کہ جانے کون مرگیا؟ کسی کی موت کی خبر سن کر کمبخت دل دھڑکنے لگتا ہے۔

فہمینہ: پھپھو ہمارے اسکول کی بھی چھٹی ہوگئی؟

محمدی: سارے دفتر، سارے اسکول آج بند رہیں گے۔سرکاری اعلان ہوا ہے۔میں تو عامر کو اسکول کے لئے تیار بھی کر چکی تھی۔ٹی وی کی خبروں میں دیکھا۔

روبینہ: اماں اسکول کی چھٹی ہوگئی تو کیا اب میری کوئی چوٹی نہیں باندھے گا۔

بنگالن: کام کھتم ہوگیا اب ہماری بھی چھٹی ۔اب ام جاتی ہے۔

اماں: ٹھیک ہے، بہن دروازہ بند کرتی جانا۔

محمدی: چلو بھئی اب تو اسکول کی چھٹی ہوگئی ہے یہ بستے وستے رکھو اور چین سے بیٹھو۔
اری روبینہ تو کیا عذاب کی طرح سامنے کھڑی ہے؟ بیٹھ جا بیٹی۔

دادی: چلو دفع ہو اپنے کمرے میں صبح سے دماغ خراب کر رکھا ہے۔

ثمینہ: (بستہ بند کرتے ہوئے) دادی وہ تو ہمیں ہی پتہ ہے کہ کس نے کس کا دماغ خراب کر رکھا ہے؟ کوئی نہ جانے اللہ تو جانتا ہے۔

محمدی: کیا بات ہے ثمینہ کیسے بول رہی ہو تم؟

ثمینہ: (سسکیاں لیتے ہوئے) پھپھو دیکھو نا ہر وقت دھمکاتی رہتی ہیں کہ آج سے تیرا اسکول جانا بند (پھوٹ کر رو پڑتی ہے)

اماں: ثمینہ تم چپ نہیں ہوگی۔ کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ چلو جاؤ اپنے کمرے میں۔

محمدی: روبینہ چلو یہ بستے اٹھاؤ اور اپنے کمرے میں جاؤ.......... شاباش تم بھی جاؤ ثمینہ۔

فہمینہ: چلو، فہمینہ اب میں اطمینان سے سارا دن تمہاری چوٹی بناتی رہوں گی۔
(ثمینہ کو اٹھاتے ہوئے) چل ثمینہ۔

روبینہ: (جاتے ہوئے) دادی اماں، دادی اماں مان جاؤ (دادی کو چھیڑتی ہے)

دادی: دیکھ لیا محمدی یہ اسکول میں کیا سیکھ رہی ہے۔

محمدی: (بچوں کے چلے جانے کے بعد) کیا بات ہے اماں بچیوں پر اتنا ناراض کیوں ہو رہی ہو؟ ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ اچھی نہیں۔

دادی: اری کام کی نہ کاج کی خالی اسکول اور پڑھائی کی۔ کیا ملے گا اس پڑھائی سے۔

محمدی: اماں اللہ کے واسطے ان کی پڑھائی بند مت کرانا جتنا پڑھتی ہیں پڑھنے دو۔ بھابھی تم

کو بھی قسم ہے جو پڑھائی بند کروائی تو۔

اماں: میں کیا کروں میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

محمدی: سمجھ میں آئے یا نہ آئے ان کی پڑھائی بند نہیں ہونی چاہئے بس۔

دادی: ارے تجھے بھی کیا ان لڑکیوں نے پڑھا دیا؟ یہ لو ہماری بلی ہمیں سے میاؤں۔

محمدی: میرے پڑھانے کی ذمہ داری تو تم پر تھی اماں تم نے مجھے پڑھایا نہیں اور میرا دل ہی جانتا ہے میں کتنی مشکل میں ہوں۔

دادی: اری کیسی مشکل؟ (دادی سنجیدہ ہو جاتی ہیں)

محمدی: عامر کے ابو نے اس کا داخلہ انگریزی اسکول میں کرا دیا۔ ابھی وہ پہلی کلاس میں ہے اور میں اس کا ہوم ورک بھی نہیں کرا سکتی۔ اماں خدا کے واسطے ان کی پڑھائی بند نہ کرانا اگر یہ پڑھ لکھ جائیں گی تو انہیں اس مشکل سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا۔ جو مجھ پر بیت رہی ہے۔ اور پھر پڑھنے کے بعد یہ اپنے پیروں پر بھی کھڑی ہو سکتی ہیں۔ بھابھی پڑھی لکھی عورت اتنی بے سہارا نہیں ہوتی ..........

اماں: چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ یہ دسویں تک پڑھ لیں (آہستہ سے) لیکن اماں کی مرضی نہیں اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔

محمدی: بھابھی اب دسویں سے کچھ نہیں ہوتا بی اے کراؤ۔ ایم اے کراؤ۔...... ٹیچر بناؤ نرس بناؤ۔ اماں ایمان سے دیکھنا کتنے اچھے اچھے رشتے آئیں گے۔ میں بھائی جان سے بات کروں گی۔

دادی: اے ہمیں نہ کرانی نوکری.......... اے دنیا کیا کہے گی؟

محمدی: ہو سکتا ہے جس گھر میں یہ جائیں انہیں کرانی ہو نوکری، کل کی کسے خبر ہے۔

اماں: ہاں بہن اب تو نوکری کرنے والی لڑکیوں کو ہی پوچھا جاتا ہے۔ اِدھر نوکری ملی اُدھر

رشتے آنے شروع ہوگئے زمانہ بدل رہا ہے۔

دادی: زمانے کی تو خبر نہیں لیکن ہاں تم ضرور بدل رہی ہو۔

محمدی: اماں وہ میری بچپن کی سہیلی تھی نا عقیلہ!

دادی: اے ہاں بے چاری کا تین چار مہینے قبل میاں مرگیا۔ بڑا افسوس ہوا اے دیکھو خدا کی شان جمعہ کو دلہن بنی اور ہفتہ کو بیوہ ہوگئی۔ بے چاری پر بجلی ٹوٹ پڑی ہے۔

اماں: عقیلہ یہاں بھی آئی تھی کہہ رہی تھی کہ سلائی کڑھائی کا کام ہوا کرے تو دے دیا کرو بے چاری کا بہت برا حال ہے۔ اماں اسے نہ تو کوئی میکہ میں پوچھتا ہے اور نہ سسرال میں۔ ارے اس کا میاں کیا ختم ہوا...... اس کی تو دنیا ہی لٹ گئی۔

محمدی: اماں اب تم ہی بتاؤ خدا نہ کرے، خدا نہ کرے اگر تمہاری پوتیوں کے ساتھ ایسا ہو جائے تو کہاں جائیں گی؟ بھابھی یہ جتنا پڑھتی ہیں پڑھنے دو۔ جو عورت پڑھی لکھی ہوتی ہے اُس کے سامنے اِتنی مشکلیں نہیں آتیں جتنی ہم جیسوں کے ساتھ آتی ہیں۔

اماں: دیکھنا اماں محمدی بات تو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔

دادی: (ایک لمحہ سوچنے کے بعد اونچی آواز میں بچیوں کو پکارتے ہوئے)
اری لڑکیو تمہیں جہاں تک پڑھنا ہے پڑھو، اب میں پڑھائی کے لیے تمہیں کبھی نہیں روکوں گی۔

(تینوں لڑکیاں گردن نکال کر جھانکتی ہیں اور حیرت سے دادی کو اور ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں)

ثمینہ: (حیرت اور خوشی سے) دادی کیا تم ہم سے کہہ رہی ہو؟

دادی: اری ہاں تم سے کہہ رہی ہوں۔

فہمینہ: کیا پڑھنے کے لیے کہہ رہی ہو............ وہ بھی ہم سے؟

دادی: ہاں تم سے نہیں تو کیا دیواروں سے کہہ رہی ہوں۔

ثمینہ، فہمینہ: ایک ساتھ دوڑتے ہوئے آتی ہیں اور دادی سے لپٹ جاتی ہیں۔ دادی، دادی تم اب ہمیں کبھی نہیں روکوگی۔ دادی تم ہمیں پڑھنے دوگی دسویں کے بعد بھی؟

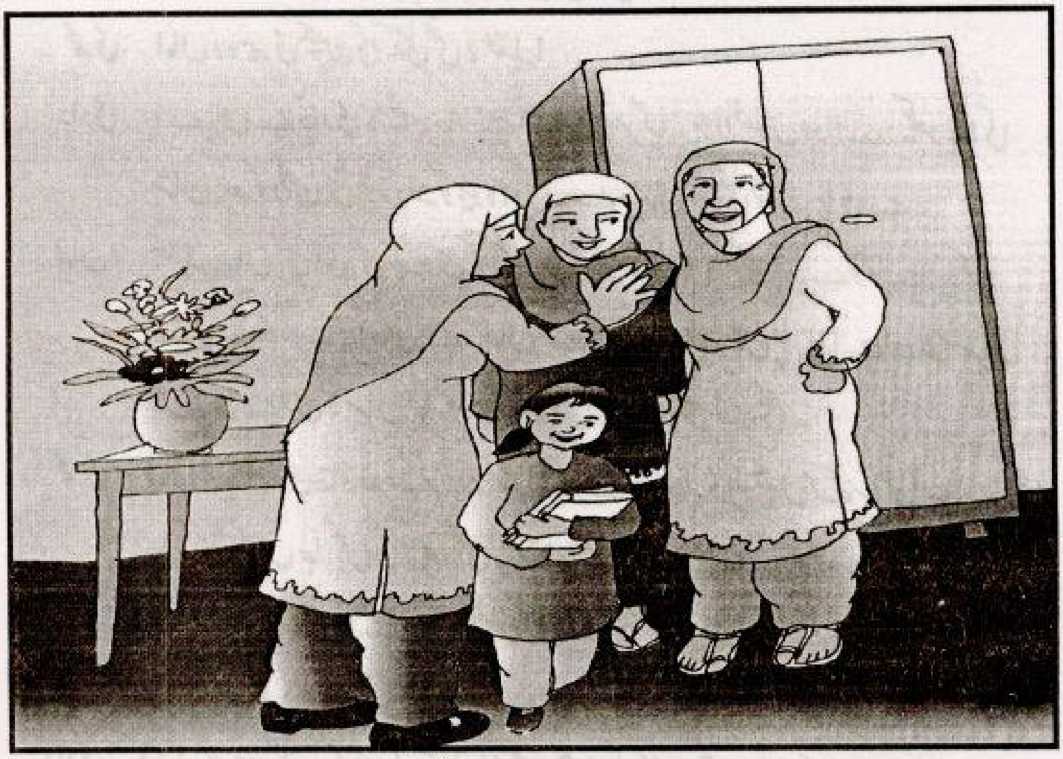

دادی: (پیار سے دونوں کو گلے لگاتے ہوئے) ہاں کمبخت ماریوں، ہاں

روبینہ: کھلے ہوئے بالوں سمیت دوڑتی ہوئی آتی ہے اور دادی کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے دادی دادی کیا تم میری چوٹی باندھ دوگی؟

دادی: ہاں پر ایک شرط ہے۔

روبینہ: کیسی شرط؟

دادی: رک ابھی بتاتی ہوں پہلے دور کونے میں چل (وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر روبینہ کے پاس جاتی ہیں اور اس کے کندھے کا سہارا لے کر ایک کونے میں آ کر اس سے کہتی ہیں۔

ایک شرط ہے پہلے تو وعدہ کر، تب! (آہستہ سے)

روبینہ: کیسی شرط بولو تو۔

دادی: شرط یہ ہے کہ آج سے میں روز تیری چوٹی باندھوں گی لیکن تو مجھے روزانہ ایک گھنٹہ پڑھائے گی۔ بول منظور ہے؟

روبینہ پھُدکتی ہوئی اماں پھپھو اور بہنوں کے پاس آجاتی ہے۔ اور شور مچاتے ہوئے کہتی ہے۔

روبینہ: لو سنو.................. دادی مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ میں اُنہیں روزانہ ایک گھنٹہ پڑھایا کروں۔ دادی کہہ رہی ہیں مجھ سے..................

(دادی شرما کر کبھی منہ چھپاتی ہیں کبھی اشارے سے روبینہ کو چپ ہونے کو کہتی ہیں۔ روبینہ شور مچاتی رہتی ہے)

دادی: اری نامراد تو کس دن کام آئے گی۔ آج سے تو ہی روزانہ مجھے پڑھا دیا کر...... اور اگر تیری اماں راضی ہوں تو اسے بھی پڑھا دے۔.......... اری محمدی تو بھی ثمینہ کی شاگردی میں آجا...... کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔

(سب ہنسنے لگتے ہیں)

محمدی: اماں اب اس عمر میں تم کیا پڑھو گی۔ ان بچیوں کو ہی پڑھنے دو یہی بہت ہے۔

دادی: لو بُوا تیلی کا تیل جلے مشعلچی کا دل جلے (اماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلہن تم بھی بسم اللہ کرو۔ اے پڑھائی میں کیسی شرم۔

اماں: اِس چولہے چکی سے جس دن فرصت مل جائے گی اُس دن میں بھی بسم اللہ کرلوں گی (آہستہ ہنستی ہیں)

محمدی: بھائی جان کو کوئی جا کر اٹھائے اور کہے کہ اماں کے واسطے بستہ لے آئیں۔

(دادی تھوڑا شرماتی ہیں۔ سب آ کر ان کو گھیر لیتی ہیں اور زور زور سے ہنسنے لگتی ہیں۔)

پردہ گرتا ہے۔

(انیس اعظمی)

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| گاؤ تکیہ | ۔ | بڑا تکیہ جو گول اور زیادہ آرام دہ ہوتا ہے۔ |
| کلّے دراز | ۔ | زیادہ اور غیر ضروری باتیں کرنے والا۔ |
| خوف | ۔ | ڈر |
| کمبخت | ۔ | کم نصیب |
| دفع کرنا | ۔ | دور بھگانا |
| ہوم ورک | ۔ | گھر کا کام، اسکول کا کام جو گھر میں کرنے کے لیے دیا جائے۔ |
| بیوہ | ۔ | وہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو۔ |
| بسم اللہ کرنا | ۔ | کوئی کام شروع کرنا |
| ناک کٹوانا | ۔ | بے عزتی کروانا |
| روٹیاں سیدھی کرنا | ۔ | روزی حاصل کرنا، کھانے کا انتظام کرنا |

| | | |
|---|---|---|
| منہ میں خاک ڈالنا | ۔ | بددعا دینا، غلط بات بولنے سے روکنا۔ |
| اَناپ شناپ بکنا | ۔ | غیر ضروری اور فالتو باتیں کرنا۔ |
| برقع | ۔ | نقاب |
| ریٹائر | ۔ | سبکدوش |

## غور کرنے کی باتیں:

یہ انیس اعظمی کا لکھا ہوا ڈرامہ ہے۔ ایسی کہانی جو عملی طور پر کر کے بھی دکھائی جا سکے اسے ڈرامہ کہتے ہیں۔ ڈرامے اسٹیج پر مختلف کرداروں کے ذریعے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس ڈرامے میں مصنف نے لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت بتائی ہے۔ دادی اماں جو پہلے لڑکیوں کی تعلیم کی مخالف تھیں، انہوں نے وقت اور تعلیم کے تقاضوں کو سمجھا اور نہ صرف اپنی پوتیوں کو زیادہ سے زیادہ پڑھانے کے لیے تیار ہوئیں بلکہ خود بھی تعلیم کی خواہش مند ہوگئیں۔

## درج ذیل سوالوں کے جواب ایک ایک جملے میں دیجیے:

۱۔ دادی اماں دالان میں بیٹھ کر کیا کر رہی ہیں؟

۲۔ دادی دکان سے کیا منگواتی ہیں؟

۳۔ گھر میں برقع پہنے کون داخل ہوتی ہیں؟

## درج ذیل سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے:

۱۔ دادی اماں بچیوں کی پڑھائی کے لیے کیسے تیار ہوئیں؟

۲۔ ثمینہ کی پھوپھی نے دادی کو کیا سمجھایا؟

۳۔ اس ڈرامے میں کون کون سے کردار پیش کئے گئے ہیں ان کے نام لکھئے۔

درج ذیل سوالوں کے صحیح جواب چنیے:

ا۔ دادی کیا کھا رہی ہیں؟

۲۔ (الف) پان (ب) بسکٹ

(ج) کھانا (د) پھل

۲۔ بنگالن کون ہے؟

(الف) فہمینہ (ب) خادمہ

(ج) محمدی (د) دھوبن

دے گئے غلط جملوں کو صحیح کیجیے:

اَم تمہارے گھر کا کام نہ کرے گی۔ اتنی ساری کپڑا اتنی ساری برتن نہ دھوئے گی۔ تم روز ہی بولتا کہ چھوٹی چھوٹی کپڑا ہے۔ کوئی چھوٹی کپڑا نہیں۔ اس کی تو میل بھی نہیں چھوٹے گی۔ اِدھر آؤ اَم تمہارا جوڑا بنائے گی، اک دم شندر شندر۔ آج اَم دھولیتی۔ کل سے جاستی کپڑا نہیں دھوئے گی۔ جاستی کپڑا ہوگا تو اوپر سے پیسہ لگے گا۔

درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیے:

گناہ خموشی داخل علم شاگرد

مرکب الفاظ بنایئے:

گاؤ تکیہ، ڈانٹ ڈپٹ، اَناپ شَناپ، خوف زدہ، بے پروا، مرکب الفاظ ہیں۔ مرکب سے

مراد ایسا لفظ ہے جس میں ایک سے زیادہ لفظ اس طرح مل گئے ہوں یا ملادئے گئے ہوں کہ ان سے ایک ہی معنی لئے جاتے ہوں۔ اسی طرح آپ بھی پانچ نئے لفظ بنائیے۔

## کالم ''الف'' سے کالم ''ب'' کو ملا کر محاورے مکمل کیجیے:

| الف | ب |
|---|---|
| ناک | سینکنا |
| روٹیاں | کٹوانا |
| چھٹی | لٹ جانا |
| بجلی | توڑنا |
| دنیا | ٹوٹ پڑنا |
| دِل | کرنا |
| قسمت | غرق کرنا |
| ٹکٹکی | جاگنا |
| بیڑا | باندھنا |

## مذکر اور مونث الفاظ الگ الگ کر کے لکھیے:

آنگن دیوار دکان بازار مہنگائی اسکول غصہ
دیر چائے برتن شکل آفت عمر اسپتال

## مندرجہ ذیل محاورات کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بسم اللہ کرنا۔

ناک کٹوانا۔

روٹیاں سینکنا۔

منہ میں خاک ڈالنا۔

اناپ شناپ بکنا۔

بجلی ٹوٹ پڑنا۔

واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے:

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اشارہ | شرائط | مشکلات | حال | چوٹیاں | موت |
| دفتر | اعلانات | خبر | آثار | آفات | |

## خود سے کرنے کے لیے

اِن فقروں کو بلند آواز سے پڑھیے اور اپنے اساتذہ یا گھر کے بڑے لوگوں سے ان کے معنی جاننے کی کوشش کیجیے:

کام کی نہ کاج کی ڈھائی سیر اناج کی۔ ہماری بلّی ہمیں سے میاؤں۔ تیلی کا تیل جلے مشعلچی کا دل جلے۔ صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

سرگرمی:

اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اِس ڈرامے کو اسکول میں اسٹیج کرنے کی کوشش کیجیے۔

-☆-

# عِلم اور عَقل

علم کی دولت ہے ایسی بے زوال
جس کے آگے گنجِ قاروں کیا ہے مال

عمر بھر پڑھتے پڑھاتے جایئے
چاہیے جتنا لٹاتے جایئے

ایسی دولت کی صفت کیا کیجیے
بڑھتی جائے خرچ جتنا کیجیے

یہ وہ دولت ہے کہیں لے جاؤ ساتھ
آ نہیں سکتی کسی رہزن کے ہاتھ

جان لوگے پڑھ کے تم پاؤں کی نقل
جانور بھی کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں عقل

اک ذرا سی چیز ہے چیونٹی غریب
جس کو مشکل سے ہو اِک دانہ نصیب

وہ بھی کرلیتی ہے روزی کی تلاش
یہ بساط اور اُس پہ یہ عقلِ معاش

عقل ہی پر ناز اگر تجھ کو ہے بس
دیکھ تجھ سے کم نہیں مور و مگس

علم سے انسان کا اعزاز ہے
وہ اگرچہ خلق میں ممتاز ہے

عقل کو ہر نیک و بد کی بھی تمیز
علم سے ہوتی ہے حاصل اے عزیز

علم سے بنتا ہے انساں آدمی  علم کی دولت ہے کنجی عقل کی
علم سے دنیا میں پیدا کرکے نام  آخرت کے بھی سنور جاتے ہیں کام
عقل تاریکی میں پڑ جائے اگر  علم ہی کی روشنی ہو راہبر
عقل کو ملتا نہیں جس کا سُراغ  ڈھونڈتا ہے علم سے لے کر چراغ

علم سے جو چاہو سب کچھ جان لو
حد یہ ہے اللہ کو پہچان لو

شفیق عمادپوری

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| بے زوال | - | جس کو زوال نہیں۔ ہمیشہ رہنے والی چیز |
| گنجِ قاروں | - | قارون کا خزانہ |
| صفت | - | خوبی |
| رہزن | - | ڈاکو، راستہ میں لوٹنے والا |

| | | |
|---|---|---|
| معاش | - | روزی |
| مور ومگس | - | چیونٹی ومکھی (کیڑے مکوڑے) |
| بساط | - | حیثیت |
| اعزاز | - | عزت،توقیر |
| سراغ | - | تلاش |
| راہبر | - | راستہ دکھانے والا |

## غور کرنے کی باتیں:

یہ نظم بہار کے ایک بڑے شاعر علامہ شفق عماد پوری کی ہے۔ شاعر نے اس میں علم کی اہمیت اور فوائد بیان کئے ہیں۔ کچھ لوگ عقل کو کامیابی کی کنجی اور بڑی دولت سمجھتے ہیں۔ شاعر نے علم اور عقل کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ عقل کی کنجی علم ہے۔ علم کی دولت نہیں ہو تو عقل بھی بے کار ہو جاتی ہے۔ جو چیز عقل نہیں ڈھونڈ پاتی ،علم کی روشنی اسے ڈھونڈ لیتی ہے۔ علم سے ہی ہم اللہ کو بھی پہچان سکتے ہیں۔

## سوچئے اور جواب دیجیے:

ا۔ کون سی ایسی دولت ہے جسے جتنا خرچ کیا جائے ، بڑھتی جاتی ہے؟

۲۔ تم علم اور عقل میں کس چیز کو بڑی سمجھتے ہو؟ اور کیوں؟

۳۔ ’’علم سے بنتا ہے انساں آدمی‘‘ اس کا کیا مطلب ہے؟

۴۔

عقل کو ملتا نہیں جس کا سراغ
ڈھونڈتا ہے علم سے لے کر چراغ

اس شعر میں شاعر کیا سمجھانا چاہتا ہے؟

نیچے الفاظ دیے گئے ہیں اور ان کے سامنے ان کے متضاد لفظ ہیں۔ انہیں پہچان کر صحیح لفظ کے سامنے لکھیے :

| کالم (الف) | کالم (ب) |
|---|---|
| علم | بد |
| دولت | جہل |
| اوّل | راہزن |
| تاریکی | غربت |
| راہبر | آخر |
| انسان | روشنی |
| نیک | حیوان |

مصرعے مکمل کیجیے:

عمر بھر پڑھتے ..........

چاہئے جتنا..........

..........پیدا کر کے نام

آخرت کے بھی..........

واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے:

خلق علم مشکلات کنجیاں اواخر شاعر

اِملا درست کیجیے:

اعزاج رہجن نسیب طلاش آکھرت سراگ

مصرعوں کو صحیح ترتیب سے لکھیے:

| | |
|---|---|
| علم کی دولت ہے ایسی بے زوال | بڑھتی جائے خرچ جتنا کیجیے |
| ایسی دولت کی صفت کیا کیجیے | جس کے آگے گنجِ قاروں کیا ہے مال |
| عقل تاریکی میں پڑ جائے اگر | ڈھونڈتا ہے علم سے لے کر چراغ |
| عقل کو ملتا نہیں جس کا سراغ | علم ہی کی روشنی ہو راہبر |

خود سے کرنے کے لیے

اپنے دوستوں کے ساتھ بحث کرو "علم بڑی چیز ہے یا عقل"؟

-☆-

# فضول خرچی

فضول خرچی سے بدتر دنیا میں اور کوئی عادت نہیں۔ یعنی وہ شخص جو اپنی مقدور اور حیثیت سے زیادہ خرچ کر ڈالے۔ فضول خرچ کہلاتا ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ دوسروں کا دست نگر اور مُفلس بنا رہتا ہے۔ بڑے بڑے خاندان اس بُری عادت کی وجہ سے مٹ گئے۔ بڑی بڑی سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔

اگر تم دن بھر محنت مشقت کر کے کچھ پیسے کماؤ اور ان کو اسی وقت خرچ کر ڈالو اور آئندہ اپنے آگے پیچھے کا خیال نہ رکھو تو تم سے زیادہ بدعقل اور کوئی نہ ہوگا۔

تم روزانہ اسکول جاتے وقت پیسے پاتے ہوگے مگر اسکول سے واپسی پر تمہاری جیب کے اندر ایک کوڑی بھی نہ نکلتی ہوگی۔ اگر تم کو کسی وقت ضرورت پڑے تو کیا کرتے ہوگے تم کو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑا ہوگا۔ یاد رکھو! دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا، کسی سے پیسہ مانگنا نہایت شرم

کی بات ہے۔ اگر تم وہی پیسہ جمع کرتے رہتے تو کبھی کسی سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہمیشہ اتنا ہی

خرچ کرو جس سے ضروری کام نکل جائے اور کم خرچ کرنے کی عادت پیدا کرو۔

فضول خرچی سے خدا ناخوش ہوتا ہے اور لوگ بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ایسا شخص ہمیشہ ذلّت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ آؤ تم کو ایک واقعہ سنائیں کہ ایک شخص فضول خرچی سے کتنا ذلیل ہوا۔

کسی شہر میں ایک بنیا اور ایک سوداگر ایک ہی محلّے میں رہتے تھے۔ اتفاق سے دونوں کے یہاں بارات آکر ٹھہری۔ سوداگر کو فضول خرچی کی عادت تھی مگر بنیا باوجود مالدار ہونے کے، ہمیشہ اتنا ہی خرچ کرنے کا عادی تھا جس سے اس کی بسر اوقات ہو سکتی تھی۔ بارات کے روز بھی اس نے اتنا ہی خرچ کیا جو ضروری تھا۔ برادری کے طنز و طعنہ کی ذرا بھی پروا نہ کی اور وہ بیجا رسوم جو شادی کے زمانے میں پیش آجاتی ہیں اور جن سے روپیہ ایک کثیر مقدار میں خرچ ہو جایا کرتا ہے اس سے دفعتاً منھ پھیر لیا۔ لوگ ہنستے اور مذاق اڑاتے ہی رہے مگر اس نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہئے تھا۔ اس نے برادری کو وہی معمولی کھانا دیا۔ اس طرح روک تھام کرنے سے اس کا کافی روپیہ بچ گیا۔ اور بارات بھی ہنسی خوشی سے رخصت ہو گئی۔

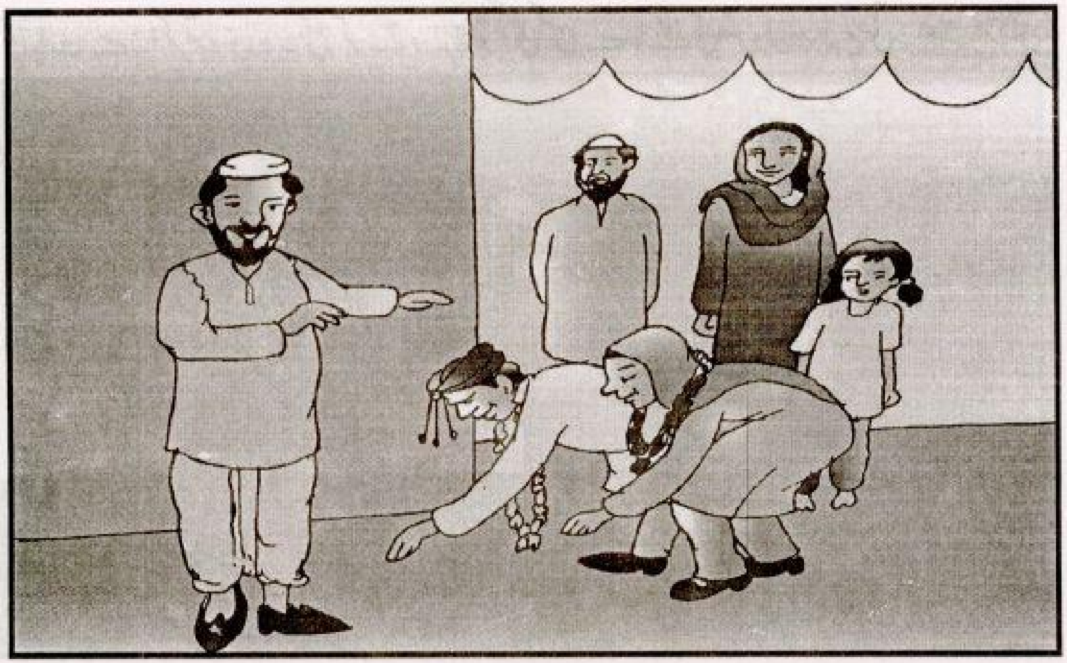

اب ذرا سوداگر کا حال سنئے۔ اس نے شادی کے موقع پر روپیہ خوب دل کھول کر خرچ کیا۔ ایک کی جگہ دو اور تین کی جگہ دس خرچ کئے۔ دوستوں نے کہا یوں کھانا ہونا چاہئے اس طرح کی آتش بازی ہونی چاہئے۔ اس میں یوں نیک نامی ہوتی ہے۔ اور اس طرح کی شہرت ہوتی ہے۔ پھر یہ دن کہاں نصیب ہوگا۔ اول تو خود اس کو فضول خرچی کی عادت تھی۔ دوستوں کا بھڑکانا سونے پر سہاگا کا کام کر گیا۔ چنانچہ اس نے جو کچھ اس کے پاس تھا خرچ کر ڈالا۔ اس کے بعد قرض لینے کی نوبت آئی۔ اِدھر اُدھر مانگ کر کے بارات کا خرچ پورا کیا اور اس کو رخصت کیا۔ ابھی بارات کی رخصتی کو تھوڑے ہی دن گزرے ہوں گے کہ قرض خواہوں کی نالش شروع ہوگئی۔ اور اس سے ایک کے دو وصول کئے یہاں تک کہ یہ سوداگر تھوڑے ہی عرصہ میں بالکل تباہ و برباد ہوگیا۔

بچو! فضول خرچی ایک بری عادت ہے۔ پیسے کمانا بہت بڑے کمال کی بات نہیں وقت پر سہی جگہ پیسہ کو خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے۔

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| بدتر | : | خراب، بہت خراب |
| مقدور | : | حیثیت |
| دست نگر | : | محتاج |
| ذلت | : | بے عزتی، رسوائی |
| رسوم | : | رسم کی جمع، رواج |
| آتش بازی | : | پٹاخہ چھوڑنا |
| نالش | : | فریاد کرنا، شکایت کرنا |
| عرصہ | : | وقت، وقفہ |
| ناخوش | : | ناراض |
| کثیر | : | زیادہ |
| مشقت | : | محنت |
| بدعقل | : | کم عقل، بیوقوف |
| سلطنتیں | : | حکومتیں، شاہی گھرانے |

## غور کرنے کی باتیں:

آپ نے اس سبق میں جو کچھ پڑھا ہے اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس سبق میں دو مثالیں دی گئی ہیں۔ ایک مثال احتیاط سے خرچ کرنے کی ہے اور دوسری مثال بے تحاشا خرچ کرنے کی ہے۔ بظاہر احتیاط سے خرچ کرنے والوں کا لوگ مذاق اڑاتے ہیں جب کہ بے تحاشا خرچ کرنے والے کی خوب تعریف ہوتی ہے۔ لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ فضول خرچ انسان ہمیشہ ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔ وہ قرض دار ہو جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی مشکلات سے گھر جاتا ہے۔ اس لئے فضول خرچی سے ہمیں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی میں عزت بھی ہے اور کامیابی بھی۔

## صحیح جملوں پر صحیح (✔) اور غلط جملوں پر غلط (✖) کا نشان لگائیے:

- ☆ فضول خرچی سے بدتر دنیا میں کوئی عادت نہیں۔
- ☆ فضول خرچ آدمی ہمیشہ مست اور خوش حال رہتا ہے۔
- ☆ کم خرچ کرنے کی عادت ڈالی چاہئے۔
- ☆ سوداگر بہت فضول خرچ تھا۔
- ☆ بنیا خرچ کرنے میں سب سے آگے تھا۔
- ☆ وقت پر پیسہ خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے

## مندرجہ ذیل الفاظ کے مترادف (ملتے جلتے الفاظ) لکھیے:

بدتر شخص محنت محلّہ ہنسی شادی شہرت قرض

## دیئے گئے لفظوں سے جملے بنایئے:

مفلسی اسکول عادت ذلیل اتفاق شادی شہر واقعہ

ذیل کے سوالوں کے جواب لکھئے:

۱۔ فضول خرچ آدمی کا کیا انجام ہوتا ہے؟

۲۔ کم خرچ کی عادت سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۳۔ سوداگر کی فضول خرچی کا کیا انجام سامنے آیا؟

۴۔ بنیا کی عقل مندی سے اس کو کیا فائدہ ہوا؟

۵۔ اس کہانی کا خلاصہ لکھئے۔

اس سبق میں دو اشخاص کا ذکر ہے جن میں سے ایک فضول خرچ تھا اور دوسرا کفایت شعار تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ سوداگر 'سخی' ہے اور بنیا 'کنجوس' ہے۔ ان دونوں سے دو صفتیں منسوب ہیں۔ ایسے جملے جن میں کسی چیز یا شخص کی اندرونی کیفیت یا خصوصیت ظاہر ہو 'صفت ذاتی' کہلاتی ہے۔ اس کی کچھ مثالیں اس طرح ہیں: ہنس مکھ، بے چین، منھ پھٹ، من چلا۔ اپنی کتاب سے 'صفت ذاتی' کی پانچ مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

## خود سے کرنے کے لیے

اگر آپ کے پاس بہت سے روپے آجائیں تو آپ اُن کو کس طرح خرچ کریں گے۔ مختصراً لکھیے۔

-☆-

صرف پڑھنے کے لئے

# مکھّی چُوس

اختر مکھّی چوس آدمی تھے۔ایک مرتبہ گھی کی قیمت سو روپے سے گھٹ کر اُسّی روپے ہوگئے۔ جس نے سنا خوش ہوا۔مگر اختر بہت اُداس ہوگئے۔

ان کی ملاقات اَسلم سے ہوئی۔اَسلم نے پوچھا۔کیا ہوا اختر۔اتنے اُداس کیوں ہو؟

اختر نے جواب دیا سنا نہیں گھی کا دام گھٹ گیا ہے۔اسلم نے کہا یہ تو اچھا ہوا آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔

اختر نے دکھ بھری آواز میں کہا ارے بھائی آپ تو جانتے ہیں کہ میں گھی نہیں کھاتا تھا۔اس سے ہر مہینے میرے ایک سو روپے بچ جاتے تھے۔اب صرف اَسّی روپے بچیں گے۔مجھے ہر مہینے ۲۰ روپے کا گھاٹا ہوگا۔

-☆-

# میرا بچپن

آج میں تمہیں اپنے بچپن کی طرف لے جاؤں گی۔

میں تم سے اتنی بڑی ہوں کہ تمہاری دادی بھی ہوسکتی ہوں۔ تمہاری نانی بھی، بڑی بہن بھی، بڑی خالہ بھی۔ گھر میں سب لوگ مجھے ''جیجی'' کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہاں اِن دنوں میں خودکو کچھ بڑی یعنی عمر میں سیانی محسوس کرنے لگی ہوں۔ شاید اس لئے کہ پچھلی صدی میں پیدا ہوئی تھی۔ میرے پہننے اوڑھنے میں بھی کافی تبدیلیاں آئی ہیں۔ پہلے میں رنگ برنگے

کپڑے پہنتی تھی۔ نیلا، جامنی، کالا، چاکلیٹی، اب دل چاہتا ہے کہ سفید پہنوں۔ گہرے نہیں ہلکے رنگ، میں نے پچھلی صدی میں طرح طرح کی پوشاکیں پہنی ہیں۔ پہلے فراک پھر نیکر، واک، اسکرٹ، لہنگے، غرارے اور اب چوڑی دار اور گھیرے دار کُرتا۔

بچپن کی کچھ فراکیں تو مجھے اب تک یاد ہیں۔

ہلکی نیلی اور پیلی دھاری والی فراک، گول کالر اور بازو پر بھی گول کف۔ ایک ہلکے گلابی رنگ کی باریک چنٹوں والی گھیر دار فراک نیچے گلابی رنگ کی فُر والی۔

اُن دنوں فراک کی اوپر کی جیب میں رومال اور بالوں میں رنگ برنگے ربن کا چلن تھا۔

لیمن کلر کی بڑی پلیٹوں والی گرم فراک جس کے نیچے فرِنگی تھی۔

مجھے اپنے موزے اور اسٹاکنگ بھی یاد ہیں۔

بچپن میں مجھے اپنے موزے خود دھونے پڑتے تھے۔ وہ نوکر یا نوکرانی کو نہیں دیئے جاسکتے تھے۔ اس کی سخت ممانعت تھی۔ ہم بچے اتوار کی صبح اس میں لگتے۔ دھو لینے کے بعد اپنے اپنے جوتے پالش کر کے چمکاتے۔ جب جوتے، کپڑے یا برش سے رگڑتے تو پالش کی چمک اُبھرنے لگتی۔

سُرور! مجھے آج بھی بوٹ پالش کرنا اچھا لگتا ہے۔ حالانکہ اب نئی نئی قسم کے شوز آچکے ہیں۔ اور یہ پہلے سے کہیں زیادہ آرام دہ بھی ہیں۔ ہمیں جب نئے جوتے ملتے اس کے ساتھ ہی چھالوں کا علاج شروع ہو جاتا۔

جب کبھی لمبی سیر پر نکلتے، اپنے پاس روئی ضرور رکھتے جو تالگا تو روئی موزوں کے اندر۔ ہاں ہمارے تمہارے بچپن میں تو بہت فرق آگیا ہے۔

ہر سنیچر کو ہمیں آلیو آیل یا کیسٹر آیل پینا پڑتا یہ ایک مشکل کام تھا۔ سنیچر کو صبح سے ہی ناک میں اس کی بوُ آنے لگتی۔

چھوٹے شیشے کے گلاس، جس پر خوراک کے لئے نشان پڑے رہتے تھے انہیں دیکھتے ہی متلی

ہونے لگتی تھی۔ مجھے آج بھی لگتا ہے کہ اگر ہم سینچر کو وہ دوا نہ بھی پیتے تو کچھ زیادہ بگڑنے والا نہیں تھا۔ صحت ٹھیک ہی رہتی۔

میں تمہیں بتاؤں گی ہمارے وقت اور تمہارے وقت میں کتنی دوری ہے۔ یہاں تک کہ بچپن کی دلچسپیاں بھی بدل گئی ہیں۔

مجھے یاد ہے اُن دنوں کچھ گھروں میں گراموفون تھے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نہیں تھے۔ ہمارے بچپن کی قلفی آئس کریم ہوگئی ہے۔ کچوری، سموسے، برگر اور پزا میں بدل گئے ہیں۔ شہتوت، فالسے اور خس کا شربت، کوک، پیپسی میں۔ ان دنوں کوک نہیں لیمینڈ دی مٹو ملتی تھی۔

شملہ اور نئی دہلی میں بڑے ہوئے بچوں کو وینگرس اور ڈے ویکو ریستراں کی چاکلیٹ اور پیسٹری مزہ دینے والی ہوتی تھی۔ ہم بھائی بہنوں کی ذمہ داری ہوتی۔ شملہ مال سے براؤن بریڈ لانے کی۔

ہمارا گھر مال سے زیادہ دور نہیں تھا۔ ایک چھوٹی سی چڑھائی اور گرجا میدان پہنچ جاتے۔ وہاں سے ایک اترائی اترتے اور مال پر۔ کنفشنری کاؤنٹر پر طرح طرح کی پیسٹری اور چاکلیٹ کی خوشبو من لبھاونی ہوتی۔

ہمیں ہفتے میں ایک بار چاکلیٹ خریدنے کی اجازت تھی۔ میرے پاس سب سے زیادہ چاکلیٹ، ٹافی کا اسٹاک رہتا۔ میں چاکلیٹ لے کر کھڑے کھڑے کبھی نہ کھاتی۔ گھر پہنچ کر سائڈ بورڈ پر رکھ دیتی اور رات کے کھانے کے بعد بستر میں لیٹ کر مزے لے لے کر کھاتی۔

شملہ کے پھل بھی بہت یاد آتے ہیں کھٹے میٹھے کچھ ایک دم لال کچھ گلابی۔ رس بھرے۔ سوچ کر ہی منھ میں پانی بھر آئے۔ چیسٹ نٹ، ایک اور غضب کی چیز! آگ پر بھنے جاتے اور پھر چھلکے اتار کر منھ میں۔

چنا جور گرم اور انار دانے کا چورن۔ ہاں! چنا جور گرم کی پڑیا جو، تب تھی وہ اب بھی نظر آتی ہے۔

پرانے کاغذوں سے بنائی ہوئی ۔اس پڑیا میں صرف ہاتھ کا کمال ہے۔ نیچے سے ترچھی لپیٹتے ہوئے اوپر سے اتنی چوڑی کہ چنے آسانی سے ہتھیلی پر پہنچ جائیں ۔ایک وقت تھا جب فلم کا گانا چنا جور گرم بابو میں لایا مزے دار چنا جور گرم، ان دنوں اسکول کے ہر بچے کو آتا تھا۔

کچھ بچے پڑیا پر تیز مسالہ ڈلواتے ۔ پورا گرجا میدان گھومنے تک یہ پڑیا چلتی ۔ایک ایک چنا یا پڑی منھ میں ڈالنے اور قدم اٹھانے میں ایک خاص ہی لے اور رفتار تھی۔

چھٹپن میں ہم نے شملہ میں بہت مزے کئے ہیں ۔گھوڑوں کی سواری کی ہے۔شملہ کے ہر بچے کو کبھی نہ کبھی یہ موقع مل ہی جاتا تھا۔

جانے کیوں ہم گھوڑوں کو کچھ کمتر سمجھتے اور ان پر ہنستے تھے ۔ نانیہال کے گھوڑے خوب تگڑے اور خوبصورت !ان کی بات پھر کبھی۔

شام کو رنگ برنگے غبارے سامنے جاکھو کا پہاڑ اونچا چرچ اور چرچ کی گھنٹیاں بجتیں تو دور دور تک ان کی گونج پھیل جاتی ۔لگتا کہ اس کے سنگیت میں پربھو ایسوع خود کچھ کہہ رہے ہوں۔

سامنے آسمان پر سورج غروب ہو رہا ہے ۔ گلابی سنہری دھاریاں نیلے آسمان پر پھیل رہی ہیں دور دور پھیلے پہاڑوں کے مکھڑے گہرانے لگے اور دیکھتے دیکھتے بتیاں ٹمٹمانے لگیں ۔ رج پر کی رونق اور مال کی دوکانوں کی چمک کے بھی کیا کہنے ۔اسکنڈل پوائنٹ کی بھیڑ سے ابھرتی ہنگامہ خیز آوازیں۔

سرور !اسکنڈل پوائنٹ کے ٹھیک سامنے ان دنوں ایک دکان ہوا کرتی تھی جس کے شوروم میں شملہ کا لکا ٹرین کا ماڈل بنا ہوا تھا۔اس کی پٹریاں ،اس پر کھڑی چھوٹے چھوٹے ڈبوں والی ٹرین ایک طرف سرخ ٹین کی چھت والا اسٹیشن اور سامنے سگنل دیتا کھمبا اور تھوڑی تھوڑی دور پر بنی سرنگیں۔

پچھلی صدی میں تیز رفتار والی گاڑی وہی تھی ۔کبھی کبھی ہوائی جہاز بھی دیکھنے کو ملتے ۔ جب بھی ان کی آواز آتی بچے انہیں دیکھنے باہر دوڑتے ۔ اور انہیں دکھائی دیتا ایک بھاری بھرکم پرندہ پنکھ پھیلا کر اڑا چلا جا رہا ہے ۔ یہ دیکھو اور وہ غائب ۔اس کی اسپیڈ ہی اتنی تیز لگتی ۔ ہاں گاڑی کے ماڈل

والی دکان کے ساتھ ایک اور ایسی دکان تھی جو مجھے کبھی نہیں بھولتی ۔ یہ وہ دکان تھی جہاں میرا پہلا چشمہ بنا تھا۔ وہاں آنکھوں کے ڈاکٹر انگریز تھے۔

شروع شروع میں چشمہ لگانا بڑا اَٹ پٹا لگا۔ چھوٹے بڑے سب میرے چہرے کی طرف دیکھتے اور کہتے آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ اس عمر میں عینک؟ دودھ پیا کرو۔ میں ڈاکٹر صاحب کا کہا دوہرا دیتی کہ کچھ دیر پہنوں گی تو چشمہ اتر جائے گا۔

اگر چہ ڈاکٹر صاحب نے پورا یقین دلایا تھا مگر چشمہ اب تک نہیں اترا۔ ہاں نمبر ضرور کم ہوتا رہا میں اپنے آپ اس کی ذمہ دار ہوں۔ جب آپ دن کی روشنی چھوڑ کر رات میں ٹیبل لیمپ جلا کر کام کریں گے تو اس کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ ہاں جب پہلی بار میں نے چشمہ لگایا تو میرے ایک چچیرے بھائی نے مجھے چھیڑا۔ دیکھو دیکھو کیسی لگ رہی ہے۔

''آنکھ پر چشمہ لگایا تا کہ سوجھے دور کی۔ یہ نہیں لڑکی کو معلوم صورت بنی لنگور کی۔'' میں چڑ گئی کہ مجھ پر یہ کیوں دہرایا جا رہا ہے۔ مگر، شعر برا نہ لگا۔

جب وہ چائے پی کر چلے گئے تو میں اپنے کمرے میں جا کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ کئی بار خود کو دیکھا۔ عینک اتاری پھر پہنی۔ پھر اتاری۔ دیکھتی رہی دیکھتی رہی۔

صورت بنی لنگور کی

نہیں نہیں نہیں

ہاں ہاں ہاں

میں نے اپنے چھوٹے بھائی کی ٹوپ اتار کر سر پر رکھی کچھ عجیب لگی، اچھی بھی اور مضحکہ خیز بھی۔ تب کی بات تھی اب تو چہرے کے ساتھ گھل مل گیا ہے چشمہ۔ جب کبھی اترا ہوا ہوتا ہے تو چہرہ خالی خالی لگنے لگتا ہے۔ یاد آئی وہ ٹوپ۔ کالی فریم کا چشمہ اور لنگور کی صورت ہاں ان دنوں میں شملہ میں سر پر ٹوپی لگانا پسند کرتی ہوں۔ میں نے کئی رنگوں کی ٹوپیاں جمع کر لی ہیں۔ کہاں دوپٹوں کا اوڑھنا اور کہاں

ہلکی پھلکی خوبصورت ہماچلی ٹوپیاں !۔

(کرشنا سوبتی)

# مشق

## پڑھیے اور سمجھے

| لفظ | | معنی |
|---|---|---|
| سیانی | – | بڑی۔ہوشیار |
| پوشاک | – | لباس |
| ممانعت | – | منع کرنا، مناہی |
| اسٹاک | – | ذخیرہ |
| رفتار | – | چال |
| چرچ | – | عیسائیوں کی عبادت گاہ |
| اسپیڈ | – | رفتار |
| سگنل | – | نشان، اشارہ |

### غور کرنے کی باتیں:

یہ مضمون بنگلہ زبان کی ایک مشہور ادیبہ کرشنا سوبتی کی ''آپ بیتی'' سے لیا گیا ہے۔ آپ بیتی اُس تحریر کو کہتے ہیں جس میں لکھنے والا اپنی زندگی کے بارے میں خود لکھتا ہے۔ کرشنا سوبتی نے ۴۰۔۱۹۳۵ء کے آس پاس اپنے بچپن کے زیادہ تر دن شملہ میں گزارے تھے۔ انہوں نے اس

مضمون میں ان دنوں کے بارے میں بہت دلچسپ انداز میں بات کی ہے اور بتایا ہے کہ ان کے بچپن اور آج کے بچپن میں کتنا فرق پیدا ہو گیا ہے۔

## سوچیے اور جواب دیجیے:

۱۔ مصنفہ بچپن میں اتوار کی صبح کیا کیا کام کرتی تھیں؟

۲۔ مصنفہ کو چشمہ کیوں لگانا پڑا؟ چشمہ لگانے پر ان کے چچازاد بھائی انہیں کیا کہہ کر چڑاتے تھے؟

۳۔ مصنفہ اپنے بچپن میں کون کون سی چیزیں مزے لے کر کھاتی تھیں؟ ان میں سے کچھ چیزوں کے نام لکھیے۔

۴۔ چاکلیٹ، گھوڑے کی سواری، جہاز کی آوازیں اور شوروم میں شملہ کا لکاٹرین کا ماڈل وغیرہ مصنفہ کی پسندیدہ چیزیں تھیں۔ آپ کی پسندیدہ چیزیں کیا ہیں؟ ان کے نام لکھیے۔

## مترادف الفاظ بتائیے:

ایک معنی کے کئی الفاظ ہوں تو انہیں ہم ''مترادف'' کہتے ہیں۔ جیسے خوشی، مسرت، شادمانی۔ آپ بھی درج ذیل الفاظ کے مترادف تلاش کیجیے۔

پوشاک۔ ..............................

سیانا۔ ..............................

نوکر۔ ..............................

شروع۔ ..............................

مہک۔ ..............................

چھٹپن ۔ ..............................

عینک ۔ ..............................

## غور کیجئے اور لکھیے:

۱۔ (i) کرشنا سوبتی شملہ گنگا

(ii) لڑکی کپڑا ندی

(iii) روشنی خوشی غصہ

۲۔ سبق میں لفظ 'چشمہ' استعمال ہوا ہے ۔یہ لفظ 'چشم' سے بنا ہے۔ اسی طرح قلم سے 'قلمدان' بیلنا سے بیلن وغیرہ بنتا ہے۔ایسے الفاظ جن کا استعمال اوزار یا آلے کے طور پر ہوتا ہے اسم آلہ کہلاتے ہیں۔ جیسے چاقو،تلوار،ہتھوڑا وغیرہ اسم آلہ کہلاتے ہیں۔

اپنے اِردگرد کے ماحول اور گھر کی چیزوں سے تلاش کر کے ان چیزوں کی فہرست بنایئے جو 'اسم آلہ' کہلاتی ہوں۔

☆ پہلی قسم کے نام خاص ہیں۔یہ کسی خاص آدمی یا شہر یا کسی خاص ندی کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔انہیں اسم خاص یا اسم معرفہ کہتے ہیں۔

☆ دوسری قسم کے نام عام ہیں کہ کوئی بھی لڑکی،کوئی بھی کپڑا اور کوئی بھی ندی ہوسکتی ہے۔ انہیں اسم عام یا اسم نکرہ کہتے ہیں۔

☆ تیسری قسم کے نام کسی خاص حالت یا کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں۔انہیں اسم کیفیت کہتے ہیں۔آپ بھی ان تینوں قسموں کے دو دو اسم سوچ کر لکھیے۔

مندرجہ ذیل لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

رنگ برنگے جیب غضب علاج وقت بوٹ پالش لباس ٹرین

چشمہ روشنی آئینہ غبارہ۔

## خود سے کرنے کے لیے

☆ اپنے گھر کا کوئی دلچسپ واقعہ یاد کر کے لکھیے۔ آپ اتوار کا دن کیسے گزارتے ہیں تفصیل سے لکھیے۔

☆ ہمارے ملک میں طرح طرح کے کھانے اور طرح طرح کے لباس رائج ہیں اپنے دوستوں اور استاد سے مل کر ان لباسوں اور کھانوں کے بارے میں بات چیت کیجئے۔

-☆-

# صَبر کی اہمیت

جیتا نہیں وہ جس کے مقدر میں ہے مرنا                مشکل ہے مگر صبر کی سِل چھاتی پہ دھرنا
آفت تو ہے فرزند کا دنیا سے گزرنا                انسان کو لازم ہے مگر صبر بھی کرنا
برسوں سے یہی رنگِ گلستانِ جہاں ہے
جس گل پہ بہار آج ہے کل اس پہ خزاں ہے

کچھ پھول تو دکھلا کے بہار اپنی ہیں جاتے                کچھ سوکھ کے کانٹوں کی طرح ہیں نظر آتے
کچھ گُل ہیں کہ پھولے نہیں جامے میں سماتے                غُنچے بہت ایسے ہیں کہ کھلنے نہیں پاتے
بُلبُل کی طرح روتے ہیں فریاد وفغاں سے
کچھ بس نہیں چلتا چمن آرائے جہاں سے

مرتے ہیں جواں سامنے اور دیکھتے ہیں پیر                ماں باپ کا کیا زور ہے، جو خواہشِ تقدیر
سر پیٹ کے فریاد کرے مادرِ دلگیر                جُز صبر بَن آتی نہیں لیکن کوئی تدبیر
آرام جسے دیتے ہیں چھاتی پہ سُلا کر
رکھ آتے ہیں ہاتھوں سے اسے قبر میں جا کر

میر انیس

-☆-

# مشق

## پڑھیے اور سمجھیے

| | | |
|---|---|---|
| مقدر | – | قسمت |
| سِل | – | پتھر کا ٹکڑا |
| فرزند | – | بیٹا |
| گلستاں | – | باغ |
| گل | – | پھول |
| خزاں | – | پت جھڑ |
| جامہ | – | لباس، کپڑا |
| غنچہ | – | کلی |
| فغاں | – | نالہ، فریاد |
| چمن آرائی | – | باغ کو سجانا سنوارنا |
| پیر | – | بوڑھا |
| مادر | – | ماں |
| دِلگیر | – | غمزدہ |

## غور کرنے کی باتیں:

☆ آپ نے جو نظم پڑھی اسے اردو کے مشہور شاعر میر انیس نے لکھی ہے۔ میر انیس مرثیہ گو شعرا میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔ اس نظم کے تینوں بند ان کے ایک مرثیے سے ہی لئے گئے ہیں۔

☆ یہ نظم ''مسدس'' کی شکل میں لکھی گئی ہے۔ مسدس میں ہر بند چھ مصرعوں کا ہوتا ہے۔

اس طرح آپ کی نظم میں تین بند موجود ہیں

☆ نظم میں شاعر نے صبر کی تلقین کی ہے۔ اور کہا ہے کہ صبر بہت بڑی طاقت ہے جس کے سہارے ہم بڑا سے بڑا غم یہاں تک کہ اپنی اولاد کی موت کا غم بھی سہہ لیتے ہیں۔

**مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:**

آفت بہار کانٹے بلبل فریاد جوان خواہش تدبیر قبر آرام

**واحد الفاظ سے جمع اور جمع سے واحد بنایئے:**

آفت لازم مشکلات خواہش تدابیر قبر

**مذکر اور مونث الفاظ الگ کیجیے:**

| الفاظ | مذکر | مؤنث |
|---|---|---|
| مقدر | | |
| صبر | | |
| رنگ | | |
| بہار | | |
| بلبل | | |
| فریاد | | |
| تقدیر | | |
| چمن | | |
| آرام | | |
| نظر | | |

**بلند آواز سے پڑھیے:**

رنگِ گُلستاں　　چمن آرائے جہاں　　فریاد و فغاں　　خواہشِ تقدیر

مادرِ دلگیر　　جامے میں سمانا

**ان محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:**

چھاتی پہ صبر کی سل دھرنا　　دنیا سے گزرنا　　پھولے نہیں سمانا

کانٹوں کی طرح سوکھنا　　بس نہیں چلنا

**مصرعے مکمل کیجیے:**

۱۔　کچھ پھول تو دکھلا کے بہار..................

۲۔　غنچے بہت ایسے ہیں کہ..................

۳۔　آرام جسے دیتے ہیں..................

۴۔　رکھ آتے ہیں ہاتھوں سے..................

**سوچیے اور جواب دیجیے:**

۱۔　صبر سے کیا کیا فائدے ہوتے ہیں؟

۲۔　''جس گل پہ بہار آج ہے کل اس پہ خزاں ہے'' اس مصرعے میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

۳۔　ماں باپ سب سے زیادہ کس سے پیار کرتے ہیں؟

۴۔　اس شعر کا مطلب لکھیے!

آفت تو ہے فرزند کا دنیا سے گزرنا
انسان کو لازم ہے مگر صبر بھی کرنا

۵۔ آخری بند کا مطلب آپ اپنی زبان میں لکھیے۔

۶۔ 'جز صبر بن آتی نہیں لیکن کوئی تدبیر'

اس مصرعے میں 'بن آنے' سے کیا مراد ہے؟

## غلط مصرعوں پر (✗) اور صحیح مصرعوں پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱۔ کچھ پھول بہار اپنی ہیں دکھلا جاتے ( )

۲۔ بہت سے غنچے ہیں ایسے جو کھلنے نہیں پاتے ( )

۳۔ جیتا نہیں مرنا ہے مقدر میں جس کے ( )

۴۔ انسان کو لازم ہے مگر صبر بھی کرنا ( )

۵۔ مشکل ہے مگر صبر کی سل چھاتی پہ دھرنا ( )

## خود سے کرنے کے لیے

☆ کوئی ایسا واقعہ لکھیے جب آپ کو صبر کرنے کا صِلہ ملا ہو۔

☆ سبق سے ایسے الفاظ تلاش کر کے لکھیے جن کا تعلق 'گلستاں' یا 'باغ' سے ہو۔

-☆-